حراستِ توحید

صحیح اسلامی عقیدہ اور اس کے منافی امور

غیر اللہ سے فریاد... شرعی دلائل کی روشنی میں

جادو اور کہانت کی حیثیت

تالیف

سماحۃ الشیخ/عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ علیہ

۱۴۳۴ھ

وكالة المطبوعات والبحث العلمي
وزارة الشؤون الإسلامية والأوقاف والدعوة والإرشاد
المملكة العربية السعودية
١٤٣٤ هـ

ⓒ وزارة الشؤون الإسلامية والأوقاف والدعوة والإرشاد، ١٤٢٩هـ

فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر
بن باز ، عبدالعزيز بن عبدالله
حراسة التوحيد . / عبدالعزيز بن عبدالله بن باز .- الرياض، ١٤٣٢هـ.
١٢٨ ص - ١٢ X ١٧ سم
ردمك ٢-٦٣٠-٢٩-٩٩٦٠-٩٧٨
(النص باللغة الأوردية)
١- العقيدة الإسلامية ٢- التوحيد أ - العنوان
ديوي ٢٤٠ ٥٢٩٢/١٤٣٢

رقم الإيداع : ٥٢٩٢/ ١٤٣٢
ردمك ٢-٦٣٠-٢٩-٩٩٦٠-٩٧٨

الطبعة التاسعة
١٤٣٤ هـ

العقيدة الصحيحة وما يضادها

صحیح اسلامی عقیدہ

اور اس کے منافی امور

تالیف

سماحۃ الشیخ / عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز (رحمہ اللہ)
(سابق مفتی اعظم سعودی عرب)

الْحَمْدُ للهِ الَّذِيْ خَلَقَ الإِنْسَانَ مِنْ طِينٍ وَجَعَلَ نَسْلَهُ مِنْ سُلاَلَةٍ مِنْ مَاءٍ مَهِينٍ وَعَلَّمَهُ الْبَيَانَ وَأَشْهَدُ أَنْ لاَّ إِلٰهَ إِلاَّ اللهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أَرْسَلَهُ بِالْهُدٰى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَأَمَرَ بِاتِّبَاعِ هٰذِيهِ وَحَذَّرَ مِنْ مُخَالَفَةِ أَمْرِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰى أَصْحَابِهِ وَأَتْبَاعِهِ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ ۔ أَمَّا بَعْدُ

صحیح عقیدہ ہی ملت اسلامیہ کی بنیاد اور دین اسلام کی اساس ہے۔ لہٰذا میں نے مناسب سمجھا کہ اسی موضوع پر کچھ گزارشات پیش کروں۔ یہ بات کتاب و سنت کے دلائل و براہین سے واضح اور مسلم ہے کہ بارگاہ الٰہی میں انسان کے وہی اعمال مقبول ہوں گے جن کی اساس صحیح عقیدے پر ہوگی۔ صحیح عقیدے کے بغیر ہر عمل بیکار ہے اور اللہ کے ہاں اس کا کوئی درجہ نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَمَن يَكْفُرْ بِٱلْإِيمَٰنِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُۥ وَهُوَ فِى ٱلْءَاخِرَةِ مِنَ ٱلْخَٰسِرِينَ ۝٥ ﴾ (المائدة٥/ ٥)

”اور جس کسی نے ایمان کی روش پر چلنے سے انکار کیا تو اس کا سارا

کارنامہ زندگی ضائع ہو جائے گا اور وہ آخرت میں دیوالیہ ہو گا۔"

نیز فرمایا:

﴿ وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿٦٥﴾ ﴾ (الزمر ۳۹/ ٦٥)

"تمہاری طرف اور تم سے پہلے گزرے ہوئے تمام انبیاء کی جانب یہ وحی بھیجی جا چکی ہے کہ اگر تم نے شرک کیا تو تمہارا عمل ضائع ہو جائے گا اور تم خسارے میں رہو گے۔"

قرآن حکیم کی بہت سی آیات اس مفہوم کی ترجمانی کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب مبین اور اس کے رسول امین ﷺ کی سنت سے جس صحیح عقیدے کے خدوخال واضح ہوتے ہیں' وہ اجمالی طور پر یہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ پر' اس کے فرشتوں' اس کی کتابوں' اس کے رسولوں اور روز آخرت پر ایمان اور اس بات پر ایمان کہ اچھی بری تقدیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ ان چھ ارکان پر صحیح عقیدے کی اساس ہے جس کے استحکام کے لئے اللہ کی کتاب نازل ہوئی ہے اور اسی کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول حضرت محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا۔

اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے جن غیبی امور کی خبر دی ہے اور جن پر ایمان لانا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے سب کے سب انہی چھ بنیادی ارکان کی تفسیر و ترجمانی ہے جو کتاب و سنت کے ذریعے کی گئی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ لَيْسَ الْبِرَّ أَن تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ ﴾ (البقرة۲/ ۱۷۷)

"نیکی یہ نہیں کہ تم اپنے چہرے مشرق کی طرف کر لو' یا مغرب کی طرف' بلکہ نیکی یہ ہے کہ آدمی اللہ 'یوم آخرت' ملائکہ' اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لے آئے۔"

نیز فرمایا:

﴿ آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مِن رَّبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ ۚ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِ ۚ ﴾ (البقرة۲/ ۲۸۵)

"رسول اس ہدایت پر ایمان لایا ہے جو اس کے رب کی طرف سے اس پر نازل ہوئی ہے اور مومنوں نے بھی ہدایت کو دل سے تسلیم کر لیا ہے۔ یہ سب اللہ' اس کے فرشتوں' اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کو مانتے ہیں (اور ان کا قول یہ ہے کہ) ہم اس کے رسولوں میں سے کسی ایک میں تفریق نہیں کرتے۔"

نیز فرمایا:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي

نَزَّلَ عَلَىٰ رَسُولِهِۦ وَٱلۡكِتَٰبِ ٱلَّذِيٓ أَنزَلَ مِن قَبۡلُۚ وَمَن يَكۡفُرۡ بِٱللَّهِ وَمَلَٰٓئِكَتِهِۦ وَكُتُبِهِۦ وَرُسُلِهِۦ وَٱلۡيَوۡمِ ٱلۡأٓخِرِ فَقَدۡ ضَلَّ ضَلَٰلَۢا بَعِيدًا ﴿١٣٦﴾﴾ (النساء٤/ ١٣٦)

"اے ایماندارو! ایمان لاؤ اللہ پر' اس کے رسول پر' اس کتاب پر جو اللہ نے اپنے رسول پر نازل کی ہے اور اس کتاب پر جو اس سے پہلے وہ نازل کر چکا ہے جس نے اللہ' اس کے ملائکہ' اس کی کتابوں' اس کے رسولوں اور روز آخرت سے کفر کیا وہ گمراہی میں بھٹک کر بہت دور نکل گیا۔"

اور فرمایا:

﴿أَلَمۡ تَعۡلَمۡ أَنَّ ٱللَّهَ يَعۡلَمُ مَا فِي ٱلسَّمَآءِ وَٱلۡأَرۡضِۗ إِنَّ ذَٰلِكَ فِي كِتَٰبٍۚ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى ٱللَّهِ يَسِيرٞ ﴿٧٠﴾﴾ (الحج٢٢/ ٧٠)

"کیا تم نہیں جانتے کہ آسمان و زمین کی ہر چیز اللہ کے علم میں ہے؟ سب کچھ ایک کتاب میں درج ہے۔ اللہ کے لئے یہ کچھ مشکل نہیں۔"

ان بنیادی عقائد پر جو احادیث دلالت کرتی ہیں وہ بہت زیادہ ہیں۔ مثلاً وہ مشہور حدیث جسے امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں امیرالمؤمنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمان کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا:

«الإِيمَانُ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللهِ وَمَلاَئِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ»

"ایمان یہ ہے کہ تم ایمان لاؤ اللہ پر' اس کے فرشتوں پر' اس کی کتابوں' اس کے رسولوں اور یوم آخرت پر اور اس بات پر کہ اچھی بری تقدیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔"

ایک مسلمان کے لئے اللہ تعالیٰ کے حق میں' آخرت کے متعلق اور اس کے علاوہ غیب سے متعلق ان تمام عقائد پر ایمان رکھنا ضروری ہے جن کی کتاب و سنت سے تائید ہوتی ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

① **اللہ تعالیٰ پر ایمان:** اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ ہم اس بات پر ایمان رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق اور عبادت کا مستحق نہیں۔ اس لئے کہ اللہ بندوں کا خالق' ان کا محسن' ان کا رازق' ان کے ظاہر و باطن سے واقف اور اپنے فرمانبرداروں کو جزائے خیر اور نافرمانوں کو سزا دینے پر قادر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جنوں اور انسانوں کو اپنی عبادت کیلئے پیدا فرمایا ہے اور ان کو اس پر کاربند رہنے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَا خَلَقْتُ ٱلْجِنَّ وَٱلْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴿٥٦﴾ مَآ أُرِيدُ مِنْهُم مِّن رِّزْقٍ وَمَآ أُرِيدُ أَن يُطْعِمُونِ ﴿٥٧﴾ إِنَّ ٱللَّهَ هُوَ ٱلرَّزَّاقُ ذُو ٱلْقُوَّةِ ٱلْمَتِينُ ﴿٥٨﴾ ﴾ (الذاريات ٥١/ ٥٦-٥٨)

"میں نے جنوں اور انسانوں کو اس کے سوا کسی کام کے لئے پیدا نہیں کیا کہ وہ میری بندگی کریں۔ میں ان سے کوئی رزق نہیں چاہتا اور نہ میں یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھلائیں اللہ تو خود ہی رزاق بڑی قوت والا اور زبردست ہے۔"

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱعْبُدُوا۟ رَبَّكُمُ ٱلَّذِى خَلَقَكُمْ وَٱلَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿٢١﴾ ٱلَّذِى جَعَلَ لَكُمُ ٱلْأَرْضَ فِرَٰشًا وَٱلسَّمَآءَ بِنَآءً وَأَنزَلَ مِنَ ٱلسَّمَآءِ مَآءً فَأَخْرَجَ بِهِۦ مِنَ ٱلثَّمَرَٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ فَلَا تَجْعَلُوا۟ لِلَّهِ أَندَادًا وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٢٢﴾ ﴾

(البقرۃ۲/ ۲۱-۲۲)

"اے لوگو! اپنے اس رب کی بندگی اختیار کرو جو تمہارا اور تم سے پہلے لوگوں کا خالق ہے۔ تاکہ تم متقی بن جاؤ۔ وہی تو ہے جس نے تمہارے لئے زمین کا فرش بچھایا' آسمان کی چھت بنائی اوپر سے پانی برسایا اور اس کے ذریعے سے ہر طرح کی پیداوار نکال کر تمہیں رزق بہم پہنچایا۔ پس جب تم یہ جانتے ہو تو پھر دوسروں کو اللہ کا مدمقابل نہ ٹھہراؤ۔"

چنانچہ حق کی وضاحت کرنے' اس کی دعوت دینے اور اس کی منافی چیزوں سے ڈرانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول بھیجے اور کتابیں نازل فرمائیں۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ ﴾ (النحل١٦/٣٦)

"ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیج دیا اور اس کے ذریعے سے سب کو خبردار کر دیا ہے کہ اللہ کی بندگی کرو اور طاغوت (کی بندگی) سے بچو۔"

نیز فرمایا:

﴿ وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ ﴿٢٥﴾ ﴾ (الأنبياء٢١/ ٢٥)

"ہم نے تم سے پہلے جو بھی رسول بھیجا ہے اس کو یہی وحی بھیجی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے پس تم میری ہی بندگی کرو۔"

فرمان الٰہی ہے:

﴿ الر ۚ كِتَابٌ أُحْكِمَتْ آيَاتُهُ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِن لَّدُنْ حَكِيمٍ خَبِيرٍ ﴿١﴾ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ ۚ إِنَّنِي لَكُم مِّنْهُ نَذِيرٌ وَبَشِيرٌ ﴿٢﴾ ﴾

(ھود١١/ ١-٢)

"یہ ایک ایسی کتاب ہے کہ اس کی آیتیں پختہ اور مفصل ارشاد ہوئی ہیں ایک دانا اور باخبر ہستی کی طرف سے یہ کہ تم صرف اللہ کی بندگی کرو

میں اس کی طرف سے تم کو خبردار کرنے والا اور بشارت دینے والا ہوں۔"

اس عبادت کی حقیقت یہ ہے کہ عبودیت کی تمام اقسام، جن کے ذریعے سے لوگ عبادت کرتے آ رہے ہیں مثلاً دعا، خوف، امید، نماز، روزہ، قربانی، نذر وغیرہ کو کمال محبت و سرافگندگی اور خوف و امید کے جذبہ کے ساتھ اللہ کے لئے خاص کر دیا جائے۔ قرآن مجید کا بیشتر حصہ اسی بنیادی عقیدہ کی وضاحت میں نازل ہوا ہے۔ مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان مبارک ملاحظہ ہو:

﴿ فَٱعۡبُدِ ٱللَّهَ مُخۡلِصٗا لَّهُ ٱلدِّينَ ۝٢ أَلَا لِلَّهِ ٱلدِّينُ ٱلۡخَالِصُۚ ﴾

(الزمر ۳۹/ ۲۔۳)

"لہٰذا تم اللہ ہی کی بندگی کرو، دین کو اسی کے لئے خاص کرتے ہوئے خبردار! دین خالص اللہ کا حق ہے۔"

اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد:

﴿ ۞ وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعۡبُدُوٓاْ إِلَّآ إِيَّاهُ ﴾ (الإسراء ۱۷/ ۲۳)

"تیرے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم اس (اللہ) کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔"

اور یہ آیت کریمہ:

﴿ فَٱدۡعُواْ ٱللَّهَ مُخۡلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَ وَلَوۡ كَرِهَ

أَلْكَٰفِرُونَ ﴿١٤﴾ (المؤمن٤٠/ ١٤)

"اللہ ہی کو پکارو' اپنے دین کو اس کے لئے خالص کر کے خواہ تمہارا یہ فعل کافروں کو کتنا ہی ناگوار ہو۔"

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«حَقُّ اللهِ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلاَ يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا»(متفق عليه)

"اللہ تعالیٰ کا بندوں پر یہ حق ہے کہ وہ صرف اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔"

نیز ایمان باللہ میں یہ داخل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر جو کچھ واجب اور فرض قرار دیا ہے یعنی اسلام کے پانچ ظاہر ارکان ان پر بھی ایمان لایا جائے۔ چنانچہ وہ یہ ہیں:

کلمۂ شہادت یعنی' اس بات کا اقرار کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کرنا' زکوٰۃ ادا کرنا' رمضان کے روزے رکھنا اور صاحب استطاعت کے لئے بیت اللہ کا حج کرنا۔ ان کے علاوہ دوسرے فرائض جو شریعت مطہرہ میں ثابت ہیں' ان سب پر ایمان لانا ضروری ہے۔ ان سارے ارکان میں سب سے اہم اور عظیم رکن اس بات کی گواہی دینا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰہُ کے اقرار کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ عبادت کو صرف اللہ تعالیٰ کے لئے خاص کر دیا جائے اور اس کے علاوہ کسی اور کی عبادت نہ کی جائے۔ اور لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰہُ کے یہی معنی ہیں کیونکہ اس کا مطلب ہی یہی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں' لہٰذا اللہ کے سوا جس کی بھی عبادت کی جائے گی خواہ وہ انسان ہو یا فرشتہ' جن ہو یا کچھ اور باطل قرار پائے گی کیونکہ معبود برحق بس اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

﴿ ذَٰلِكَ بِأَنَّ ٱللَّهَ هُوَ ٱلْحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدْعُونَ مِن دُونِهِ ٱلْبَٰطِلُ ﴾

(لقمان۳۱/ ۳۰)

"یہ اس لئے کہ اللہ ہی حق ہے اور اللہ کو چھوڑ کر جنہیں یہ پکارتے ہیں۔ وہ سب باطل ہیں۔"

اس سے پہلے یہ بیان کیا جا چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنوں اور انسانوں کو اپنی عبادت کے عظیم مقصد کے لئے پیدا کیا ہے اور اسی کے لئے اپنے رسول بھیجے' اور کتابیں نازل کیں۔ لہٰذا خوب غور کر کے اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے تاکہ واضح ہو جائے کہ اس اہم ترین اساس دین کے بارے میں آج کس طرح اکثر مسلمان انتہائی خطرناک حد تک جہالت کا شکار ہو چکے ہیں۔ یہاں تک کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں دوسروں کو شریک ٹھہرا لیا اور اس کے مخصوص حقوق میں غیراللہ کو شامل کر لیا۔ فاللہ المستعان!

ہماری ایمانی صفات میں سے ایک صفت یہ بھی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کو اس کائنات کا خالق اور مدبر سمجھیں' جیسا کہ وہ ہے اور اپنے علم و قدرت کی بنیاد پر جس طرح چاہتا ہے خود سارے معاملات کا انتظام کرتا ہے' دنیا و آخرت اور سارے جہانوں کا مالک ہے' اس کے علاوہ کوئی خالق اور رب نہیں' اس نے اپنے بندوں کو دنیا و آخرت کی اصلاح اور نجات و کامرانی کی راہ دکھانے کے لئے اپنے رسول بھیجے اور کتابیں نازل کیں۔ ان ساری باتوں میں اللہ کا کوئی شریک نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ ﴿٦٢﴾ ﴾

(الزمر ۳۹/ ٦٢)

"اللہ ہر چیز کا خالق ہے اور وہی ہر چیز پر نگہبان ہے۔"

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ ۗ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ ۗ تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ﴿٥٤﴾ ﴾ (الأعراف ۷/ ٥٤)

"درحقیقت تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو چھ دنوں میں بنایا پھر اپنے عرش پر مستوی ہوا۔ وہ رات سے دن کو اس

طرح چھپا دیتا ہے کہ وہ رات اس دن کو جلدی سے آلیتی ہے۔ جس نے
سورج اور چاند اور ستارے پیدا کئے سب اس کے فرمان کے تابع ہیں۔
خبردار رہو! اسی کی خلق ہے اور اسی کا امر ہے۔ بڑا بابرکت ہے اللہ جو
سارے جہانوں کا مالک و پروردگار ہے۔

ایمان باللہ کے مفہوم میں یہ بھی شامل ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام اسمائے حسنیٰ اور اعلیٰ صفات جن کا قرآن پاک میں ذکر آیا ہے' اور جو رسول امین ﷺ سے ثابت ہیں' ان سب پر رد و بدل یا ان کی کیفیت کا تعین یا ان کو کسی اور چیز سے مشابہ قرار دئے بغیر ایمان لایا جائے۔ ہم پر واجب ہے کہ ان صفات پر اسی طرح ایمان لائیں جس طرح یہ بیان ہوئی ہیں۔ یہ صفات جن عظیم اور اعلیٰ معانی پر دلالت کرتی ہیں' ان پر ایمان لایا جائے۔ اس لئے کہ وہ اللہ کی صفات ہیں۔ ہم پر لازم ہے کہ ان صفات سے اللہ تعالیٰ کو متصف سمجھیں' جس طرح وہ اس کی ذات پاک کے لئے موزوں اور اس کے شایان شان ہیں اور اس کی مخلوقات کی کسی صفت سے مشابہ نہ ہوں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِۦ شَىْءٌ ۖ وَهُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْبَصِيرُ ۝١١﴾

(الشوری ٤٢/ ١١)

"کائنات کی کوئی چیز اس کے مشابہ نہیں اور وہ سب کچھ سننے والا دیکھنے والا ہے۔"

ایک اور جگہ فرمایا:

﴿ فَلَا تَضْرِبُوا لِلَّهِ ٱلْأَمْثَالَ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٧٤﴾ ﴾

(النحل١٦/ ٧٤)

"پس اللہ کے لئے مثالیں نہ گھڑو' اللہ جانتا ہے' تم نہیں جانتے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور دین حق کی اتباع میں ان کے نقش قدم پر چلنے والے تابعین رحمۃ اللہ علیہم کا یہی عقیدہ رہا ہے۔ جیسا کہ امام ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب " المقالات عن أصحاب الحدیث و أهل السنة " میں بیان کیا ہے۔ ان کے علاوہ دوسرے اہل علم حضرات نے بھی لکھا ہے۔ امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام زہری اور مکحول رحمۃ اللہ علیہما سے اللہ کی صفات کے متعلق آیات کے بارے دریافت کیا' تو انہوں نے کہا۔ ان آیات کو' جس طرح وہ نازل ہوئی ہیں' اسی طرح رہنے دو۔

ولید بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ امام مالک' امام اوزاعی' لیث بن سعد اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہم سے اللہ تعالیٰ کی صفات کے متعلق وارد نصوص شرعیہ کے بارے میں دریافت کیا گیا۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ ان کو' کیفیت جاننے کے بغیر' اس طرح تسلیم کر لو جس طرح یہ وارد ہوئی ہیں۔

امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "ہم اور تابعین کی ایک بڑی تعداد کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ہے۔ نیز صفات الٰہی کے متعلق وارد احادیث پر بھی ہم

ایمان رکھتے تھے۔

جب امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ حضرت ربیعہ بن ابو عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ سے "استوا " کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ استواء کوئی غیر معروف چیز نہیں، مگر اس کی کیفیت کا تعین کرنا عقل کی دسترس سے باہر ہے۔ البتہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ ایک پیغام ہے جو رسول کے لئے اس کو اچھی طرح پہنچا دینا واجب' اور ہمارے لئے اس کی تصدیق کرنا لازم ہے۔

اسی طرح جب امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے اس کے متعلق دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا:

"استوا معلوم ہے مگر اس کی کیفیت مجہول ہے۔ اس پر ایمان لانا واجب ہے اور اس کے متعلق سوال کرنا بدعت ہے۔"

پھر آپ نے سائل کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا "میرا خیال ہے کہ تم شرپسند آدمی ہو۔" یہ کہتے ہوئے اسے مجلس سے نکلوا دیا۔ اسی طرح کی بات ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے۔

امام ابو عبدالرحمٰن عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "ہم اپنے رب کو اس حیثیت سے جانتے ہیں کہ وہ اپنی مخلوق سے جدا آسمانوں کے اوپر عرش پر ہے۔"

اس سلسلہ میں ائمہ کرام کے بکثرت اقوال موجود ہیں جن کا یہاں احاطہ کرنا ممکن نہیں ہے جو اس مسئلہ میں زیادہ معلومات چاہتا ہو' اسے چاہیئے کہ اس

موضوع پر علماء سنت کی تصانیف کا مطالعہ کرے۔ مثلاً عبداللہ بن الامام احمد بن حنبل کی کتاب " السنة " اور امام جلیل محمد بن خزیمہ کی کتاب " التوحید " امام ابوالقاسم اللالکائی الطبری کی تصنیف " السنة " نیز امام ابوبکر بن ابو عاصم کی کتاب " السنة " اور امام ابن تیمیہ کا وہ جواب جو انہوں نے اہل حماہ کے لئے تحریر کیا تھا۔ یہ نہایت وقیع اور بے حد مفید ہے۔ اس میں امام رحمۃ اللہ علیہ نے اہلِ سُنَّت کے عقیدہ کو بہت وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے اور ائمہ اہلِ سُنَّت کے اقوال کثرت سے نقل کئے ہیں۔ اور بہت زیادہ شرعی اور عقلی دلائل کے ذریعے اہلِ سُنَّت کے عقیدہ کی حقانیت کو ثابت کیا ہے اور مخالفین کے اقوال کا باطل ہونا واضح کیا ہے۔

اسی طرح ان کا "تدمریہ" نامی رسالہ جس میں انہوں نے قدرے تفصیل سے اہل سنت کے عقیدہ کو شرعی اور عقلی دلائل سے مزین کیا ہے اور مخالفین کی اس طرح تردید کی ہے کہ کوئی بھی صاحب علم جو نیک ارادہ اور طلب حق کے جذبہ سے اس کتاب کو پڑھے گا اس کے سامنے حق واضح اور باطل پسپا اور سرنگوں ہو جائے گا۔ ہر وہ شخص جو اسماء و صفات کے بارے میں اہلِ سنت کے عقیدہ کی مخالفت کرے گا، لازمی طور پر وہ نقلی اور عقلی دلائل کی بھی مخالفت کرے گا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ جن باتوں کا وہ اثبات کرے گا اور جن کی نفی کرے گا، ان میں واضح تناقض کا شکار ہو گا۔

اہلِ سُنّت نے تشبیہ و تمثیل کے بغیر اور اللہ کی ذات کو مخلوق کے مشابہ ہونے سے منزہ قرار دیتے ہوئے' اللہ تعالیٰ کی صفات لامحدود کو اس کی کتاب اور سنت رسول اللہ ﷺ سے ثابت شدہ امور کے مطابق تسلیم کیا ہے۔ اہل سنت کے عقائد سے اللہ تعالیٰ کی ذات میں نہ تو تعطل واقع ہوتا ہے اور نہ وہ اس بارے میں کسی تناقض کا شکار ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ تمام شرعی دلائل پر عمل کرنے میں کامیاب ہوئے۔ ان لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی یہی سنت ہے جو انبیاء علیہم السلام کے لائے ہوئے حق کو مضبوطی سے پکڑے رہتے ہیں اور اس راہ میں اپنی ساری کوشش صرف کرتے ہیں اور اس کی طلب میں اللہ تعالیٰ کے لئے وہ مخلص ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں حق کی توفیق دیتا ہے اور اس کے دلائل کو ان کے سامنے بالکل واضح کر دیتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ ﴾

(الأنبياء ٢١/ ١٨)

"مگر ہم تو باطل پر حق کی چوٹ لگاتے ہیں جو اس کا سر توڑ دیتی ہے اور وہ دیکھتے ہی دیکھتے مٹ جاتا ہے۔"

اور فرمایا:

﴿ وَلَا يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ إِلَّا جِئْنَاكَ بِالْحَقِّ وَأَحْسَنَ

﴿تَفۡسِيرًا ﴿٣٣﴾﴾ (الفرقان ۲۵/ ۳۳)

"جب کبھی وہ تمہارے سامنے کوئی نرالی بات (عجیب سوال) لائیں گے ہم اس کا ٹھیک جواب اور بہترین توجیہ آپ کو بتادیں گے۔"

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس آیت کریمہ:

﴿إِنَّ رَبَّكُمُ ٱللَّهُ ٱلَّذِى خَلَقَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضَ فِى سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ ٱسۡتَوَىٰ عَلَى ٱلۡعَرۡشِ﴾ (الأعراف ۷/ ۵٤)

"درحقیقت تمہارا رب ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا۔ پھر عرش پر مستوی ہوا۔"

کی تفسیر میں اس مسئلہ پر بڑی اچھی بات لکھی ہے۔ اسکے زبردست فائدے کے پیش نظر اسے یہاں بیان کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔ امام رحمہ اللہ نے فرمایا:

"اس مسئلہ میں علماء کے بہت سے اقوال ہیں۔ اس جگہ ان کی تفصیل بیان نہیں کی جاسکتی۔ بہرحال ہم تو اس مسئلہ میں سلف صالح کی راہ پر چلیں گے۔ مثلاً امام مالک، امام اوزاعی، امام ثوری، امام اسحاق بن راہویہ اور ان کے علاوہ دوسرے ائمہ اسلام رحمہم اللہ جن کی امامت و جلالت پہلے کی طرح آج بھی مسلم ہے۔ ان کا مذہب یہ ہے کہ ان صفات کو تشبیہ و تعطیل اور کیفیت کی تعیین کے بغیر اسی طرح تسلیم کیا جائے جس طرح کہ وہ وارد ہوئی ہیں۔"

اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں کوئی شے اس کے مشابہ نہیں ہے اور فرقہ مشبہین نے اللہ تعالیٰ کی ذات میں متشابہ صفات کے ساتھ شکوک و شبہات کا اظہار کیا ہے جبکہ ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِۦ شَىْءٌ ۖ وَهُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْبَصِيرُ ﴿١١﴾﴾

(الشوری ۴۲/۱۱)

" کائنات کی کوئی چیز اس کے مشابہ نہیں وہ سب کچھ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔"

حقیقت تو یہ ہے' جیسا کہ بعض ائمہ اسلام مثلاً امام بخاری کے شیخ نعیم بن حماد الخزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"جس نے اللہ تعالیٰ کو اس کی مخلوق سے تشبیہ دی اور جس نے ان صفات کا انکار کیا جن سے اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو متصف قرار دیا ہے وہ کافر ہے۔"

جن صفات سے اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو متصف قرار دیا' اس میں تشبیہ نہیں ہے۔ پس جس نے آیات صریحہ اور احادیث صحیحہ میں جو کچھ اللہ تعالیٰ کے متعلق وارد ہوا ہے' اس کو اللہ جل شانہ کے شایان شان تسلیم کر لیا۔ اور تمام نقائص سے اللہ تعالیٰ کی ذات کو منزہ قرار دیا' بلا شبہ اس نے ہدایت پالی۔

② **فرشتوں پر ایمان:** رہا فرشتوں پر ایمان تو اس کی دو صورتیں ہیں۔

ایک تو ان پر اجمالی ایمان اور دوسرا تفصیلی' ایک مسلمان اجمالی طور پر اس بات پر ایمان رکھے کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہیں جنہیں اس نے اپنی اطاعت و فرمانبرداری کے لئے پیدا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا وصف بتایا ہے کہ وہ برگزیدہ بندے ہیں اور کسی بات میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے سرتابی نہیں کرتے بلکہ ہمیشہ اللہ کے تابع فرمان رہتے ہیں۔

﴿ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَىٰ وَهُم مِّنْ خَشْيَتِهِ مُشْفِقُونَ ﴿٢٨﴾ ﴾ (الأنبياء۲۱/ ۲۸)

"جو کچھ ان کے سامنے ہے' وہ اسے بھی جانتا ہے اور جو کچھ ان سے اوجھل ہے اس سے بھی باخبر ہے وہ کسی کی سفارش نہیں کرتے سوائے اس کے' جس کے حق میں سفارش سننے پر اللہ راضی ہو اور وہ اس کے خوف سے ڈرتے رہتے ہیں۔"

ان کے مختلف درجات ہیں۔ کچھ تو وہ ہیں جو عرش الٰہی کو اٹھائے ہوئے ہیں اور کچھ وہ ہیں جو جنت و جہنم کی نگرانی پر مامور ہیں اور کچھ بندوں کے اعمال کا ریکارڈ تیار کرنے میں مصروف ہیں۔

اور ان فرشتوں پر تفصیلی ایمان رکھتے ہیں جن کا اللہ نے یا اس کے رسول ﷺ نے نام کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ جیسے جبریل' میکائیل' مالک یعنی داروغہ جہنم' اسرافیل جو نفخ صور کے لیے مامور ہے ان کا احادیث صحیحہ میں ذکر آیا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«خُلِقَتِ الْمَلاَئِكَةُ مِنْ نُورٍ وَخُلِقَ الْجَانُّ مِنْ مَارِجٍ مِنْ نَارٍ وَخُلِقَ آدَمُ مِمَّا وُصِفَ لَكُمْ» (صحیح مسلم)

"فرشتے نور سے پیدا کئے گئے ہیں۔ جن آگ کی لُو سے اور آدم جس چیز سے پیدا کیا گیا ہے اس کا تمہیں پتہ ہے۔"

③ **کتابوں پر ایمان:** اسی طرح ایمان بالکتب کے بارے میں اجمالی طور پر یہ ایمان رکھنا ضروری ہے کہ حق کی تعلیم دینے اور اس کی دعوت و تبلیغ کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء و رسل پر کتابیں نازل کی ہیں۔ جیسا کہ اس کا ارشاد ہے:

﴿ لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِٱلْبَيِّنَٰتِ وَأَنزَلْنَا مَعَهُمُ ٱلْكِتَٰبَ وَٱلْمِيزَانَ لِيَقُومَ ٱلنَّاسُ بِٱلْقِسْطِ ﴾ (الحدید ۵۷/ ۲۵)

"ہم نے اپنے رسولوں کو صاف صاف نشانیوں اور ہدایات کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان اتاری تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں۔"

اور اللہ تعالیٰ نے مزید فرمایا:

﴿ كَانَ ٱلنَّاسُ أُمَّةً وَٰحِدَةً فَبَعَثَ ٱللَّهُ ٱلنَّبِيِّـۧنَ مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ وَأَنزَلَ مَعَهُمُ ٱلْكِتَٰبَ بِٱلْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ ٱلنَّاسِ فِيمَا

اَخۡتَلَفُوۡا فِيۡهِ﴾ (البقرۃ۲/ ۲۱۳)

"ابتدا میں سب لوگ ایک ہی طریقہ پر تھے (پھر یہ حالت باقی نہ رہی اور اختلافات رونما ہوئے) تب اللہ تعالیٰ نے نبی بھیجے جو راست روی پر بشارت دینے والے اور کج روی کے نتائج سے ڈرانے والے تھے۔ اور ان کے ساتھ کتاب برحق نازل کی تاکہ حق کے بارے میں لوگوں کے درمیان جو اختلافات رونما ہو گئے' ان کا فیصلہ کرے۔"

اور ہم ان کتابوں پر مفصل ایمان رکھتے ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے نام کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ مثلاً تورات' انجیل' زبور اور قرآن مجید۔ ان میں سے قرآن سب سے افضل اور آخری کتاب ہے۔ وہ ان تمام سابق کتابوں پر نگران اور ان کی تصدیق کرنے والا ہے۔ اس کی اتباع کرنا تمام امت پر فرض ہے۔ قرآن پاک اور اس کے ساتھ ساتھ رسول اللہ ﷺ سے ثابت شدہ احادیث صحیحہ کے مطابق فیصلہ کرنا واجب ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو تمام جن اور انسانوں کی طرف اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے اور آپ پر یہ قرآن پاک نازل کیا ہے تاکہ وہ لوگوں کے درمیان فیصل اور حکمران بنے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو دلوں کے لئے باعث شفا ' ہر معاملہ کا عقدہ کشا' اور اہل ایمان کے لئے سرتاپا ہدایت و رحمت بنا کر نازل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

﴿ وَهَٰذَا كِتَٰبٌ أَنزَلۡنَٰهُ مُبَارَكٌ فَٱتَّبِعُوهُ وَٱتَّقُواْ لَعَلَّكُمۡ

> تُرْحَمُونَ ﴿١٥٥﴾ (الأنعام٦/ ١٥٥)

"اور اس طرح ہم نے یہ کتاب نازل کی ہے ایک برکت والی کتاب' پس تم اس کی پیروی کرو اور تقویٰ کی روش اختیار کرو بعید نہیں کہ تم پر رحم کیا جائے۔"

اور فرمایا:

﴿ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ ٱلْكِتَٰبَ تِبْيَٰنًا لِّكُلِّ شَىْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ ﴿٨٩﴾ ﴾ (النحل١٦/ ٨٩)

"ہم نے یہ کتاب تم پر نازل کی ہے جو ہر چیز کی صاف صاف وضاحت کرنے والی ہے اور مسلمانوں کے لئے ہدایت و رحمت اور بشارت ہے۔"

اور مزید فرمایا:

﴿ قُلْ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِنِّى رَسُولُ ٱللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا ٱلَّذِى لَهُۥ مُلْكُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ۖ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْىِۦ وَيُمِيتُ ۖ فَـَٔامِنُوا۟ بِٱللَّهِ وَرَسُولِهِ ٱلنَّبِىِّ ٱلْأُمِّىِّ ٱلَّذِى يُؤْمِنُ بِٱللَّهِ وَكَلِمَٰتِهِۦ وَٱتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿١٥٨﴾ ﴾ (الأعراف٧/ ١٥٨)

"آپ فرمادیں کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا پیغمبر ہوں

جو زمین اور آسمانوں کا بادشاہ ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہی زندگی بخشتا ہے اور وہی موت دیتا ہے، پس ایمان لاؤ اللہ پر، اس کے بھیجے ہوئے نبی اُمی پر جو اللہ اور اس کے ارشادات پر ایمان لاتا ہے اور پیروی کرو اس کی۔ امید ہے کہ تم راہ راست پالو گے۔"

اس مفہوم کی بہت سی آیات ہیں:

④ **رسولوں پر ایمان:** اسی طرح انبیاء پر بھی مجمل اور مفصل ہر دو طریقہ پر ایمان لانا ضروری ہے۔ مجملاً یہ ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ڈرانے اور خوشخبری دینے اور ان کو حق کی طرف بلانے کے لئے اپنے رسول بھیجے پس جس نے ان کی دعوت پر لبیک کہا، وہ سعادت مند اور فائز المرام ہوا اور جس نے ان کی مخالفت کی، ناکامی و حسرت اس کا مقدر بنی۔ ان انبیاء علیہم السلام میں سب سے افضل اور آخری نبی حضرت محمد ﷺ ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ ﴾ (النحل١٦/٣٦)

"ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت (کی بندگی) سے بچو۔"

مزید فرمایا:

﴿ رُسُلًا مُّبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى ٱللَّهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ ٱلرُّسُلِ﴾ (النساء٤/ ١٦٥)

"یہ سارے رسول خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے بنا کر بھیجے گئے تھے تاکہ ان کو مبعوث کر دینے کے بعد لوگوں کے پاس اللہ کے مقابلہ میں کوئی حجت نہ رہے۔"

مزید ارشاد فرمایا:

﴿ مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَآ أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ ٱللَّهِ وَخَاتَمَ ٱلنَّبِيِّـۧنَ﴾ (الأحزاب٣٣/ ٤٠)

"محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں' مگر وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔"

ان انبیاء اور رسولوں میں سے اللہ تعالیٰ نے جن کا ذکر کیا ہے یا نبی ﷺ نے جن کا نام بتایا ہے ہم ان پر تفصیل و تعیین کے ساتھ ایمان لاتے ہیں۔ جیسے حضرت نوحؑ' حضرت ہود' حضرت صالحؑ' حضرت ابراہیم اور انکے علاوہ دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام ان پر اور ہمارے نبی پر افضل الصلوۃ اور پاکیزہ تر تسلیم۔

⑤ **آخرت پر ایمان:** موت کے بعد پیش آنے والے تمام امور غیب جن کی اللہ اور اس کے رسول نے خبر دی ہے' ان سب پر ایمان لانا' ایمان بالآخرت میں شامل ہیں مثلاً قبر کی آزمائش اور اس کا عذاب و راحت' قیامت

کے روز پیش آنے والی شدید ہولناکیاں' پل صراط' میزان' حساب و کتاب' جزا و سزا اور لوگوں کے درمیان نامہ اعمال کی تقسیم کچھ لوگ انہیں داہنے ہاتھ میں لیں گے' کچھ بائیں ہاتھ میں یا پھر کچھ لوگ پیٹھ کے پیچھے سے لیں گے۔

نیز حوض کوثر جو رسول اللہ ﷺ کو قیامت کے روز عطا ہونا ہے' اس پر ایمان لانا اور جنت و جہنم پر ایمان لانا بھی ایمان بالآخرت میں شامل ہے۔ اہل ایمان کو اپنے رب جل شانہ کا دیدار ہونا اور اللہ تعالیٰ کا ان کے ساتھ بات کرنا اور ان سب کے علاوہ قرآن کریم اور رسول اللہ ﷺ کی احادیث صحیحہ کے ذریعے سے احوال قیامت کے متعلق جو کچھ ثابت ہے' ان پر ایمان لانا اور ان کی تصدیق کرنا ضروری ہے' جس طرح اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ان کے بارے میں بتایا ہے۔

⑥ **قضاو قدر پر ایمان:** قضاو قدر پر ایمان رکھنا چار باتوں کو مستلزم ہے۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ جو کچھ ہو چکا ہے اور جو کچھ ہونے والا ہے' اللہ کو اس کا علم ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے جملہ احوال کو خوب اچھی طرح جانتا ہے۔ ان کے رزق' ان کی عمر اور ان کے سارے اعمال اور دوسرے تمام امور کا اس کو مکمل علم ہے اور اس سے کوئی چیز مخفی نہیں ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّ ٱللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿١١٥﴾ ﴾ (التوبة٩/ ١١٥)

"درحقیقت اللہ تعالیٰ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔"

اور اللہ تعالیٰ نے مزید فرمایا:

﴿ لِتَعۡلَمُوٓاْ أَنَّ ٱللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيۡءٖ قَدِيرٞ وَأَنَّ ٱللَّهَ قَدۡ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيۡءٍ عِلۡمَۢا ﴿١٢﴾ ﴾ (الطلاق ٦٥/ ١٢)

"تاکہ تم جان لو کہ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے اور یہ کہ اللہ کا علم ہر چیز پر محیط ہے۔"

دوسری چیز یہ کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور جو کچھ مقدر فرمایا ہے' سب کو نوشتہ تقدیر میں لکھ دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ قَدۡ عَلِمۡنَا مَا تَنقُصُ ٱلۡأَرۡضُ مِنۡهُمۡۖ وَعِندَنَا كِتَٰبٌ حَفِيظُۢ ﴿٤﴾ ﴾

(ق ٥٠/ ٤)

"زمین ان (کے جسم) میں سے جو کچھ کھاتی ہے وہ سب ہمارے علم میں ہے اور ہمارے پاس ایک کتاب میں سب کچھ محفوظ ہے۔"

مزید ارشاد ہے:

﴿ وَكُلَّ شَيۡءٍ أَحۡصَيۡنَٰهُ فِيٓ إِمَامٖ مُّبِينٖ ﴿١٢﴾ ﴾ (یس ٣٦/ ١٢)

"اور ہم نے ہر چیز کو ایک کھلی کتاب میں درج کر رکھا ہے۔"

اور فرمایا:

﴿ أَلَمۡ تَعۡلَمۡ أَنَّ ٱللَّهَ يَعۡلَمُ مَا فِي ٱلسَّمَآءِ وَٱلۡأَرۡضِۚ إِنَّ ذَٰلِكَ

﴿فِي كِتَٰبٍۚ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى ٱللَّهِ يَسِيرٌ ﴿٧٠﴾﴾ (الحج ٢٢/ ٧٠)

"کیا تم نہیں جانتے کہ آسمان و زمین کی ہر چیز اللہ کے علم میں ہے؟ سب کچھ ایک کتاب میں درج ہے۔ اللہ کے لئے یہ کچھ بھی مشکل نہیں۔"

تیسری چیز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت بہرحال نافذ ہو کر رہتی ہے' پس وہی کچھ ہوا ہے جو اللہ نے چاہا ہے اور جو اللہ نے نہیں چاہا' وہ نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ ٱللَّهَ يَفۡعَلُ مَا يَشَآءُ ۩ ﴿١٨﴾﴾ (الحج ٢٢/ ١٨)

"اللہ تعالیٰ جو کچھ چاہتا ہے کرتا ہے۔"

اور فرمایا:

﴿إِنَّمَآ أَمۡرُهُۥٓ إِذَآ أَرَادَ شَيۡـًٔا أَن يَقُولَ لَهُۥ كُن فَيَكُونُ ﴿٨٢﴾﴾ (یٰس ٣٦/ ٨٢)

"وہ تو جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا کام بس یہ ہے کہ اسے حکم دے کہ ہو جا اور وہ ہو جاتی ہے۔"

اور مزید ارشاد ہے:

﴿وَمَا تَشَآءُونَ إِلَّآ أَن يَشَآءَ ٱللَّهُ رَبُّ ٱلۡعَٰلَمِينَ ﴿٢٩﴾﴾

(التکویر ٨١/ ٢٩)

"اور تمہارے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا' جب تک اللہ رب العالمین نہ

چاہے۔"

چوتھی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام موجودات کو وجود بخشا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی خالق اور پروردگار نہیں ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

﴿ ٱللَّهُ خَٰلِقُ كُلِّ شَيْءٍۖ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ ﴿٦٢﴾ ﴾

(الزمر ۳۹/ ٦٢)

"اللہ ہر چیز کا خالق ہے اور وہی ہر چیز پر نگہبان ہے۔"

اور فرمایا:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱذْكُرُوا۟ نِعْمَتَ ٱللَّهِ عَلَيْكُمْۚ هَلْ مِنْ خَٰلِقٍ غَيْرُ ٱللَّهِ يَرْزُقُكُم مِّنَ ٱلسَّمَآءِ وَٱلْأَرْضِۚ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَۖ فَأَنَّىٰ تُؤْفَكُونَ ﴿٣﴾ ﴾ (فاطر ۳۵/ ۳)

"لوگو! تم پر اللہ کے جو احسانات ہیں' انہیں یاد رکھو کیا اللہ کے سوا کوئی اور خالق بھی ہے جو تمہیں آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہو؟ کوئی معبود اس کے سوا نہیں۔ آخر کہاں تم الٹے جاتے ہو۔"

پس اہل بدعت کے برعکس' اہل سنت کے نزدیک ایمان بالقدر ان چاروں باتوں پر مشتمل ہے' جو ان میں سے بعض امور کا انکار کرتے ہیں۔

ایمان باللہ کے سلسلے میں یہ بات واضح رہنی چاہیئے کہ ایمان قول اور عمل کے مجموعہ کا نام ہے جو اطاعت و فرمانبرداری سے بڑھتا اور گناہ و معصیت سے

گھٹتا ہے اور یہ کہ کفر و شرک کے علاوہ کسی گناہ کی وجہ سے کسی مسلمان کی تکفیر جائز نہیں ہے۔ مثلاً زنا' چوری' سودخوری' شراب نوشی' نشہ بازی' والدین کی نافرمانی اور ان کے علاوہ دوسرے کبیرہ گناہ جب تک کہ وہ اس کو حلال نہ سمجھ لے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَغۡفِرُ أَن يُشۡرَكَ بِهِۦ وَيَغۡفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَآءُۚ ﴾

(النساء٤/ ٤٨)

"اللہ بس شرک ہی کو معاف نہیں کرتا اس کے ماسوا دوسرے جس قدر گناہ ہیں' وہ جس کے لئے چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے۔"

چنانچہ احادیث متواترہ کے ذریعے سے رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کو جہنم سے نکال دے گا' جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہو گا۔

ایمان باللہ میں یہ بات بھی داخل ہے کہ محض اللہ کے لئے محبت کی جائے اور اسی کے لئے کسی سے بغض رکھا جائے اور دوستی و دشمنی صرف اسی کے لئے ہو۔ ایک سچا مومن اہل ایمان کو دوست رکھتا ہے' ان سے محبت کرتا ہے' کفار سے بغض رکھتا ہے اور ان سے دشمنی کرتا ہے۔ اس امت کے تمام مومنوں کی صفت اوّل میں رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔ اہل سنت ان سے محبت رکھتے ہیں' ان کو دل سے چاہتے ہیں اور اس بات کا اعتقاد

رکھتے ہیں کہ انبیاء کے بعد وہ بہترین انسان ہیں۔ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«خَيْرُ الْقُرُونِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ» (متفق عليه)

"یعنی تمام زمانوں میں سب سے بہتر زمانہ میرا زمانہ ہے۔ اس کے بعد جو لوگ ہوں گے پھر اس کے بعد جو لوگ ہوں گے۔"

نیز اہلِ سنت اس بات کا بھی اعتقاد رکھتے ہیں کہ صحابہ کرام میں سب سے افضل حضرت ابوبکر صدیق' پھر حضرت عمر فاروق' پھر حضرت عثمان ذوالنورین' پھر حضرت علی مرتضیٰ اور ان کے بعد بقیہ عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم ہیں۔ ان کے درمیان آپس میں جو اختلافات رونما ہوئے' ان کے بارے میں اہلِ سنت نے سکوت اختیار کرنے کا موقف اپنایا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ انہوں نے اجتہاد سے کام لیا تھا۔ لہٰذا جن کا اجتہاد صحیح تھا ان کو دوہرا اجر اور جن کا اجتہاد صحیح نہ تھا ان کو ایک اجر ملے گا۔

اسی طرح اہلِ سنت اہل بیت سے محبت رکھتے اور ان سے انتہائی اپنائیت اور انس محسوس کرتے ہیں۔ ان کے دل میں تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے بھی تعظیم اور احترام کا جذبہ ہے وہ ان کو تمام اہل ایمان کی مائیں سمجھتے ہیں اور ان سب کے لئے اللہ سے رضا طلبی کی دعائیں کرتے ہیں۔

روافض، جو اصحاب رسول ﷺ سے بغض رکھتے ہیں ان کو گالیاں دیتے اور اہل بیت کی محبت میں غلو سے کام لیتے ہیں اور ان کو اللہ تعالیٰ نے جو مقام بخشا ہے وہ انہیں اس سے زیادہ درجہ دیتے ہیں اور اسی طرح نواصب، جو کسی قول یا عمل سے اہل بیت کو تکلیف پہنچاتے ہیں، اہلِ سنت ان سب سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں۔

اس مختصر سی تقریر میں ہم نے جو کچھ بیان کیا ہے وہی صحیح اسلامی عقیدہ ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول حضرت محمد ﷺ کو بھیجا ہے۔ یہی فرقہ ناجیہ یعنی اہل سنت کا عقیدہ ہے جس کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

«لاَ تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي مَنْصُورِينَ عَلَى الْحَقِّ لاَ يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللهِ»(مسند أحمد: ٥/ ٤٣٦)

”میری امت میں برابر ایک گروہ حق پر قائم رہے گا جس کو اللہ کی تائید حاصل ہو گی۔ لوگ ان کا ساتھ چھوڑ کر ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔ تا آنکہ اللہ کا حکم آپہنچے۔“

آپ نے مزید فرمایا:

«افْتَرَقَتِ الْيَهُودُ عَلَى إِحْدَى وَسَبْعِينَ فِرْقَةً

وَافْتَرَقَتِ النَّصَارٰى عَلٰى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً وَسَتَفْتَرِقُ هٰذِهِ الأُمَّةُ عَلَى ثَلاَثٍ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً كُلُّهَا فِي النَّارِ إِلاَّ وَاحِدَةً فَقَالَ الصَّحَابَةُ مَنْ هِيَ يَارَسُولَ اللهِ؟ قَالَ مَنْ كَانَ عَلٰى مِثْلِ مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي»

(سنن أبي داود كتاب السنة)

"یہود اکہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے اور نصاریٰ بہتر فرقوں میں بٹ گئے اور یہ امت تہتر فرقوں میں منقسم ہو جائے گی' سب کے سب دوزخی ہوں گے سوائے ایک کے' صحابہ نے عرض کیا وہ کون سا فرقہ ہو گا؟ اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: جو میرے اور میرے صحابہ کے طریقے پر ہو گا۔"

یہی وہ عقیدہ ہے جس پر ہمیشہ مضبوطی سے قائم رہنا اور اس کی خلاف ورزی سے ڈرتے رہنا چاہیئے۔

جو لوگ اس عقیدہ صحیحہ سے منحرف ہیں اور دوسری راہ پر گامزن ہیں' ان کی بھی بہت سی قسمیں ہیں۔ ان میں سے کچھ تو بتوں' مورتیوں' فرشتوں' ولیوں' جنوں' درختوں اور پتھروں وغیرہ کی پرستش کرتے ہیں۔ انہوں نے انبیاء و رسل کی دعوت کو سرے سے قبول ہی نہیں کیا بلکہ اس کی مخالفت کی اور اس کے متعلق حریفانہ و معاندانہ موقف اختیار کیا جس طرح قریش اور عربوں کے

مختلف گروہوں کا ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کی دعوت حق کے ساتھ رویہ رہا۔ وہ اپنی حاجت روائی کی دعا اپنے معبودان باطل سے کرتے تھے۔ مریضوں کو شفا بخشنے اور دشمنوں پر غلبہ عطا کرنے کی بھی دعائیں ان سے کرتے تھے۔ ان کے لئے قربانیاں اور نذرانے پیش کرتے تھے لیکن جب رسول اللہ ﷺ نے ان کو اس سے روکا اور عبادت کو صرف اللہ تعالیٰ کے لئے خاص کر دینے کا حکم دیا' تو ان کو یہ بات عجیب سی لگی اور انہوں نے کہا:

﴿ أَجَعَلَ ٱلْءَالِهَةَ إِلَٰهًا وَٰحِدًا إِنَّ هَٰذَا لَشَىْءٌ عُجَابٌ ۝٥ ﴾ (ص ۳۸/ ۵)

"کیا اس نے سارے معبودوں کی جگہ بس ایک ہی معبود بنا ڈالا؟ یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔"

لیکن رسول اللہ ﷺ برابر ان کو اللہ کی طرف بلاتے اور شرک سے ڈراتے رہے اور اپنی دعوت کی حقیقت ان کے سامنے بیان کرتے رہے۔ تاآنکہ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے جن کو چاہا' ہدایت بخشی۔ پھر آخر کار وہ فوج در فوج اللہ تعالیٰ کے دین میں داخل ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام اور تابعین کی مسلسل دعوت و تبلیغ اور طویل جہاد کے بعد اللہ تعالیٰ کا دین سارے ادیان پر غالب آگیا پھر حالات نے پلٹا کھایا اور اکثر لوگوں پر جہالت غالب آگئی یہاں تک کہ اکثر لوگ دین جاہلیت کی طرف لوٹ گئے۔ انبیاء اور اولیاء کے احترام و تعظیم میں غلو کرنے اور ان سے دعائیں کرنے اور مدد طلب

کرنے لگے۔ وہ ان جیسے بہت سے دوسرے مشرکانہ امور میں مبتلا ہو گئے۔ انہوں نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے مطلب کو فراموش کر دیا اور اس کو اس طرح نہیں سمجھا جیسا کہ کفار عرب نے سمجھا تھا۔ واللہ المستعان

یہ شرک برابر لوگوں میں پھیلتا رہا اور آج تک پھیل رہا ہے اس کا سبب جہالت کا غلبہ اور عہد نبوت سے دوری ہے۔

آج کے مشرکین کو بھی وہی شبہ لاحق ہے جو زمانۂ جہالت کے مشرکین کا تھا۔ وہ کہا کرتے تھے یہ (معبودانِ باطل) تو اللہ کے نزدیک ہمارے سفارشی ہیں۔ قرآن نے ان کا قول نقل کیا ہے:

﴿ مَا نَعۡبُدُهُمۡ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَآ إِلَى ٱللَّهِ زُلۡفَىٰٓ ﴾ (الزمر ۳۹/ ۳)

"ہم تو ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ وہ اللہ تک ہماری رسائی کرادیں۔"

اللہ تعالیٰ نے ان کا شبہ رد کرتے ہوئے فرمایا کہ جس نے اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت کی، خواہ وہ کوئی ہو، تو وہ مشرک اور کافر ہے۔ اللہ کا ارشاد ہے:

﴿ وَيَعۡبُدُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمۡ وَلَا يَنفَعُهُمۡ وَيَقُولُونَ هَٰٓؤُلَآءِ شُفَعَٰٓؤُنَا عِندَ ٱللَّهِۚ ﴾ (یونس ۱۰/ ۱۸)

"یہ لوگ اللہ کے سوا ان کی پرستش کر رہے ہیں جو ان کو نقصان پہنچا سکتے ہیں نہ نفع اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں۔"

اس کا رد کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ قُلْ أَتُنَبِّـُٔونَ ٱللَّهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِى ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَلَا فِى ٱلْأَرْضِ ۚ سُبْحَـٰنَهُۥ وَتَعَـٰلَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿١٨﴾ ﴾ (یونس ۱۰/ ۱۸)

"اے نبی! ان سے کہو' کیا تم اللہ کو اس بات کی خبر دیتے ہو جسے وہ آسمان میں جانتا ہے نہ زمین میں؟ پاک ہے وہ اور بالا و برتر ہے اس شرک سے جو یہ لوگ کرتے ہیں۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر بتا دیا ہے کہ اس کے علاوہ انبیاء اولیاء یا کسی اور کی عبادت عین شرک اکبر ہے' خواہ اس کا ارتکاب کرنے والے اس کا کچھ بھی نام رکھ لیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَٱلَّذِينَ ٱتَّخَذُوا۟ مِن دُونِهِۦٓ أَوْلِيَآءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَآ إِلَى ٱللَّهِ زُلْفَىٰٓ ﴾ (الزمر ۳۹/ ۳)

"رہے وہ لوگ جنہوں نے اس کے سوا دوسرے سرپرست بنا رکھے ہیں (اور اپنے فعل کی یہ توجیہ کرتے ہیں کہ) ہم تو ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ وہ اللہ تک ہماری رسائی کرا دیں۔"

اللہ تعالیٰ نے ان کا رد کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ إِنَّ ٱللَّهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِى مَا هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَهْدِى مَنْ هُوَ كَـٰذِبٌ كَفَّارٌ ﴿٣﴾ ﴾ (الزمر ۳۹/ ۳)

"اللہ تعالیٰ یقیناً ان کے درمیان ان تمام باتوں کا فیصلہ فرما دے گا جس میں وہ اختلاف کر رہے ہیں۔ اللہ کسی ایسے شخص کو ہدایت نہیں دیتا جو جھوٹا اور منکر حق ہو۔"

پس اللہ تعالیٰ نے واضح فرما دیا کہ غیراللہ سے دعا اور خوف و امید کے ذریعے سے اس کی عبادت کرنا اللہ سے کفر ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے ان کے اس زعم کو جھٹلایا کہ ان کے معبودان باطل انہیں اللہ سے قریب کرنے والے ہیں۔

عصر حاضر میں مارکس و لینن اور دوسرے داعیان الحاد و کفر کے ملحد و پیروکار جن افکار و آراء کو اپنائے ہوئے ہیں وہ بھی مستلزم کفر' اور انبیاء علیہم السلام کے لائے ہوئے صحیح عقیدہ سے متصادم ہیں۔ خواہ وہ ان کو اشتراکیت یا سوشلزم یا بعث ازم یا کسی اور نام سے یاد کرتے ہوں۔ اس لئے کہ ان ملحدوں کا بنیادی عقیدہ "لا الہ والحیاۃ مادۃ" ہے۔ یعنی کوئی معبود نہیں مادہ ہی زندگی ہے۔

نیز ان کے بنیادی عقائد میں جنت و دوزخ اور تمام ادیان کا انکار شامل ہے۔ جو بھی ان کی کتابوں اور لٹریچر کا مطالعہ کرے گا اور ان کی حقیقت کا سراغ لگانے کی کوشش کرے گا' اس کو اس بات کا اچھی طرح یقین ہو جائے گا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ عقیدہ تمام آسمانی مذاہب کے منافی ہے اور اس کے ماننے والوں کو دنیا اور آخرت میں بدترین انجام کا سامنا کرنا ہے۔

بعض اہل تصوف و باطنیت کا ان کے مزعومہ اولیاء کے متعلق یہ عقیدہ بھی

سراسر خلاف حق ہے کہ وہ تدبیر کائنات اور دنیا کے انتظامات میں اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بٹاتے ہیں۔ وہ اپنے ان معبودوں کو اوتاد' اغواث' اقطاب وغیرہ اور دوسرے خود ساختہ ناموں سے یاد کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت میں یہ بدترین شرک ہے اور حق تو یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت کے عربوں کے شرک سے بھی ان کا شرک بدتر ہے۔ اس لئے کہ وہ صرف اللہ کی عبادت میں شرک کرتے تھے' اس کی ربوبیت میں شرک نہیں کرتے تھے۔ پھر ان کا شرک خوشحالی کے زمانہ تک محدود تھا اور تنگی و پریشانی کے وقت وہ عبادت کو اللہ تعالیٰ کے لئے خالص کر لیتے تھے جیسا کہ ان کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ فَإِذَا رَكِبُوا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ ﴿٦٥﴾ ﴾ (العنکبوت۲۹/ ٦٥)

"جب یہ لوگ کشتی پر سوار ہوتے ہیں تو اپنے دین کو اللہ کے لئے خالص کر کے اس سے دعا مانگتے ہیں۔ پھر جب وہ انہیں بچا کر خشکی پر لے آتا ہے تو یکایک یہ شرک کرنے لگتے ہیں۔"

جہاں تک اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا تعلق ہے تو وہ اس کا اعتراف کرتے تھے کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص ہے۔ جیسا کہ ان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ ﴾ (الزخرف۴۳/ ۸۷)

"اور اگر تم ان سے پوچھو کہ انہیں کس نے پیدا کیا ہے؟ تو یہ خود کہیں گے کہ اللہ نے!"

اور فرمایا:

﴿ قُلۡ مَن يَرۡزُقُكُم مِّنَ ٱلسَّمَآءِ وَٱلۡأَرۡضِ أَمَّن يَمۡلِكُ ٱلسَّمۡعَ وَٱلۡأَبۡصَٰرَ وَمَن يُخۡرِجُ ٱلۡحَيَّ مِنَ ٱلۡمَيِّتِ وَيُخۡرِجُ ٱلۡمَيِّتَ مِنَ ٱلۡحَيِّ وَمَن يُدَبِّرُ ٱلۡأَمۡرَۚ فَسَيَقُولُونَ ٱللَّهُۚ فَقُلۡ أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿٣١﴾ ﴾ (یونس ۱۰/ ۳۱)

"ان سے پوچھو تم کو آسمان اور زمین سے کون رزق دیتا ہے؟ یہ سماعت اور بینائی کی قوتیں کس کے اختیار میں ہیں؟ کون بے جان میں سے جاندار اور جاندار میں سے بے جان نکالتا ہے؟ کون اس نظم عالم کی تدبیر کر رہا ہے؟ وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ' کہو پھر تم (حقیقت کے خلاف چلنے سے) پرہیز کیوں نہیں کرتے۔"

اس معنی کی آیات کثرت سے وارد ہوئی ہیں۔

آج کے مشرکین نے سابقہ مشرکین کے مقابلہ میں دو طریقوں سے اضافہ کیا۔ ایک تو بعض لوگوں نے اللہ کی ربوبیت میں شرک کیا ہے' دوسرے یہ کہ لوگ تنگی و خوشحالی ہر دو حالت میں شرک کرتے ہیں جیسا کہ ہر وہ شخص یہ بات جانتا ہے' جس کو ان کے ساتھ رہنے اور ان کے حالات کے بارے میں جانچ پڑتال کرنے کا موقع ملا ہو۔ مصر میں حسین اور بدوی کی قبر' عدن میں عیدروس

کی قبر' یمن میں ہادی کی قبر شام میں ابن عربی اور عراق میں عبدالقادر جیلانی کی قبر کے علاوہ دوسری مشہور قبروں پر جو کچھ کیا جاتا ہے' اس کو دیکھا جائے تو معلوم ہو گا کہ کس طرح عوام ان کے بارے میں غلو کا شکار ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے بہت سے حقوق میں ان قبر والوں کو شریک و سہیم بنائے ہوئے ہیں۔ بہت کم لوگ ہیں جو عوام کو ان چیزوں سے روکتے ہوں اور ان کے سامنے توحید کی حقیقت بیان کرتے ہوں' وہ توحید' جس کو لے کر رسول اللہ ﷺ اور آپ سے پہلے کے انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوئے ہیں۔ ﴿ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ ﴾

ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو سمجھ عطا کرے اور ان کے درمیان داعیان حق کی تعداد میں اضافہ کرے اور مسلمانوں کے ارباب حل و عقد اور علماء کو اس شرک اور اس کے اسباب کے ازالہ اور اسکے خلاف جدوجہد کرنے کی توفیق عنایت فرمائے بے شک اللہ تعالیٰ بڑا سننے والا نہایت قریب ہے۔

جہمیہ اور معتزلہ جو اللہ کی صفات کا انکار کرتے اور تمام صفات کمال سے اللہ تعالیٰ کی ذات کو عاری اور معطل سمجھتے ہیں' ان کے ہم مسلک دوسرے اہل بدعت کے عقائد بھی اسماء و صفات کے متعلق صحیح عقیدہ اسلامی سے متصادم ہیں' جس کے نتیجہ میں اللہ کی ذات پاک کا معدوم اور جمادات و ناممکنات کی قبیل سے ہونا لازم آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے اس نظریہ سے بلند و برتر ہے۔

اسی طرح وہ لوگ بھی اس زمرہ میں شامل ہیں جو بعض صفات کا انکار کرتے

ہیں۔ اور بعض کا اقرار جیسے اشاعرہ' جس بات سے بچنے کے لئے انہوں نے بعض صفات کی نفی اور ان کے دلائل کی تاویل کی تھی۔ دراصل ان کی بعض دوسری صفات کا اقرار کرنے سے وہی بات لازم آتی ہے۔ اس طریقہ سے انہوں نے عقلی اور نقلی دلائل کی مخالفت کی اور واضح تناقض کا شکار ہوئے خواہ ان صفات سے اللہ تعالیٰ کے کمال و عظمت کی دلیل مہیا ہوتی ہو۔

اہل سنت والجماعت نے اللہ تعالیٰ کے حق میں ان اشیاء کی حقیقت کو تسلیم کیا ہے جن کو خود اللہ نے یا اس کے رسول ﷺ نے باری تعالیٰ کے حق میں ثابت کیا ہے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو مخلوق کے مشابہ ہونے سے منزہ قرار دیا ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے معطل ہونے کا شائبہ تک نہیں پیدا ہوتا۔ اس طرح وہ سارے دلائل کو بروئے کار لانے میں کامیاب ہوئے اور ان میں سے کسی کی تاویل یا تحریف کی ضرورت محسوس نہیں کی اور اس تناقض سے بھی جس کا دوسرے لوگ شکار ہوئے' محفوظ رہے جیسا کہ اس سے پہلے یہ بات گزر چکی ہے یہی راہ نجات ہے اور دنیا و آخرت کی سعادت و کامیابی اسی میں مضمر ہے۔ یہی وہ جادہ مستقیم ہے جس کو اس امت کے سلف صالحین اور ائمہ دین نے اختیار کیا۔ اس امت کے آخر میں آنے والوں کی اصلاح اسی چیز سے ممکن ہے جس سے اس امت کے اگلے لوگوں کی اصلاح ہوئی تھی اور وہ ہے کتاب و سُنّت کا اتباع اور جو کچھ اس کے خلاف ہو اس کا ترک۔

اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کے دشمنوں پر حصول غلبہ کے اسباب

سب سے اہم ترین چیز جو ہر مکلف انسان پر واجب ہوتی ہے اور سب سے بڑا فرض جو اس پر عائد ہوتا ہے' وہ یہ ہے کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے جو آسمانوں زمین اور عرش عظیم کا رب ہے جس نے اپنی کتاب میں فرمایا:

﴿ إِنَّ رَبَّكُمُ ٱللَّهُ ٱلَّذِى خَلَقَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضَ فِى سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ ٱسْتَوَىٰ عَلَى ٱلْعَرْشِ يُغْشِى ٱلَّيْلَ ٱلنَّهَارَ يَطْلُبُهُۥ حَثِيثًا وَٱلشَّمْسَ وَٱلْقَمَرَ وَٱلنُّجُومَ مُسَخَّرَٰتٍۭ بِأَمْرِهِۦٓ ۗ أَلَا لَهُ ٱلْخَلْقُ وَٱلْأَمْرُ ۗ تَبَارَكَ ٱللَّهُ رَبُّ ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿٥٤﴾ ﴾ (الأعراف ۷/ ٥٤)

"درحقیقت تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں بنایا پھر عرش پر مستوی ہوا وہ رات سے دن کو اس طرح چھپا دیتا ہے کہ وہ رات اس دن کو جلدی سے آلیتی ہے جس نے سورج اور چاند اور ستارے پیدا کیے سب اس کے فرمان کے تابع ہیں۔ خبردار رہو! اسی کی خلق اور اسی کا امر ہے بڑا بابرکت ہے اللہ جو سارے جہانوں کا مالک و پروردگار ہے۔"

اور اپنی کتاب میں دوسری جگہ فرمایا کہ اس نے انسانوں اور جنوں کو صرف اپنی

إقامة البراهين على من استغاث بغير اللّٰه

أو صدق الكهنة والعرافين

غیر اللہ سے فریاد

کاہنوں اور نجومیوں کی تصدیق

شرعی دلائل کی روشنی میں

تالیف

سماحۃ الشیخ / عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز (رحمہ اللہ)

(سابق مفتی اعظم سعودی عرب)

تقدیم

سب قسم کی تعریف اللہ کے لیے سزاوار ہے. اور اللہ کے رسول پر، آپ کے صحابہ پر اور جو بھی آپ کو دوست بنائے سب پر صلوٰۃ و سلام ہو.

اما بعد: چونکہ عقیدہ توحید ہی وہ بنیاد ہے جس پر محمد بن عبداللہ، آپ پر بہترین رحمتیں اور پاکیزہ سلامتی ہو، کی دعوت قائم ہے. اور یہ بنیاد حقیقتاً تمام رسولوں کی جولان گاہ ہے. جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ

اور ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا تاکہ وہ لوگ اللہ کی عبادت کریں اور غیر اللہ کی حکمرانی سے بچیں.

اور اس دعوت پر پختہ عزم کا تقاضا مختلف قسم کی بدعات و اباطیل سے جنگ ہے. کیونکہ ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے دین میں سوچ بچار کرے اور شریعت اسلامیہ کے مطابق اللہ تعالیٰ کی عبادت بجا لائے.

اس امت کے اسلاف میں سے پہلے مسلمان اپنے دین کے معاملہ میں ہدایت پر تھے. کیونکہ ان کے اعمال بلکہ تمام معاملات قرآن کریم اور سنت مطہرہ کے مطابق ہوا کرتے تھے.

پھر جب مسلمانوں کی اکثریت اپنے عقائد و اعمال میں اس سیدھی راہ، یعنی کتاب و سنت کی راہ سے ہٹ گئی تو ان کے عقائد، مذاہب، سیاست اور احکام کے لحاظ سے کئی فرقے بن گئے. اس انحراف کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان میں بدعات، اباطیل اور شعبدہ بازی کو فروغ حاصل ہوا. جس سے اعدائے اسلام کو اسلام اور مسلمانوں پر طعنہ زنی کی راہ مل گئی.

علمائے اسلام اپنی تالیفات میں ان پرانی اور نئی بدعات سے ڈراتے رہے. انہیں اہم تالیفات میں سے ایک کتاب اقامة البراھین ہے جو سماحة العلام الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز نے لکھی ہے جو درج ذیل تین رسالوں کے مجموعہ پر مشتمل ہے:-

(۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے استغاثہ کا حکم

(۲) جنوں اور شیطانوں سے استغاثہ اور ان کے لیے نذروں کا حکم.

(۳) بدعیہ اور شرکیہ اوراد و وظائف کو معمول بنانے کا حکم.

اور ریاست سعودی عرب، جو اس خطہ میں اسلامی دعوت کا جھنڈا سنبھالے ہوئے ہے. آپ کے سامنے یہ تینوں رسائل پیش کررہی ہے تاکہ وہ بھی بدعات و خرافات سے جنگ میں حصہ لے سکے اور متوازن ثقافت اور اسلام کے حقیقی فہم کو بلند کرسکے.

ہم اللہ بلند و قادر سے دعا کرتے ہیں کہ اس رسالہ سے اس کے بندوں کو فائدہ پہنچے. و صلی اللّٰہ علیٰ نبینا محمد و آلہ وصحبہ وسلم.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پہلا رسالہ

ہر طرح کی تعریف اللہ کو سزاوار ہے. اور رسول اللہؐ پر، آپ کی آل پر، آپ کے صحابہ پر اور جو بھی آپ کی ہدایت سے ہدایت پائے، سب پر صلوہ و سلام ہو.

اما بعد: مجتمع کویتی کے صحیفہ شمارہ نمبر ۱۵ مورخہ ۱۹ - ۴ - ۱۳۹۰ ھ میں "فی ذکری المولد النبوی الشریف" کے عنوان کے تحت چند اشعار شائع ہوئے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے استغاثہ، اپنی امت کو سنبھالا دینے، اس کی مدد کرنے اور اس تفرقہ و اختلاف سے نجات دلانے کے کہے گئے تھے. یہ تفرقہ و اختلاف اس امت میں پڑا جس کا نام کبھی آمنہ (امن والی) تھا ان اشارہ کردہ اشعار میں سے چند قابل ذکر یہ ہیں:-

اے اللہ کے رسول! اس جان کو سنبھالا دیجیے.
جو جنگ کی آگ بھڑکا رہا ہے اور جو بھڑکائے اسے اس لپیٹ میں لے لیتا ہے.
اے اللہ کے رسول! اس امت کو سنبھالا دیجیے.

جس کی رات کا سفر شک کے اندھیروں میں لمبا ہوگیا ہے.
اے اللہ کے رسول! اس امت کو سنبھالا دیجیے.
جس کی رونق افسوس کی ہلاکتوں میں ختم ہوگئی ہے.
تا آنکہ یوں کہا:-

اے اللہ کے رسول! اس امت کو سنبھالا دیجیے.
جس کی رات کا سفر شک کے اندھیروں میں لمبا ہوگیا ہے.
آپ امت کی جلد مدد کیجیے جیسا کہ آپؐ نے بدر کے دن مدد کی تھی
جب اللہ تعالیٰ کو پکارا تھا.
تو کمزوری شاندار فتح میں تبدیل ہوگئی.
کیونکہ اللہ تعالیٰ کے لشکر ایسے ہیں جنہیں تو دیکھ نہیں سکتا.

(اللہ اکبر) تحریر کرنے والے نے اپنی نداء اور استغاثہ کو اس انداز سے رسول اللہ علیہ وسلم پر پیش کیا اور مطالبہ کیا کہ وہ جلد از جلد امت کی مدد کو پہنچیں اور اسے سنبھالا دیں. جیسے وہ اس بات کو بالکل بھولے ہوئے تھا یا اس سے جاہل تھا کہ مدد توصرف اللہ اکیلے کے ہاتھ میں ہے. یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا مخلوقات میں سے کسی بھی دوسرے کے ہاتھ میں نہیں ہے. چنانچہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنی کتاب مبین میں فرمایا :- وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِندِ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ

اور مدد تو اللہ غالب حکمت والے ہی کے پاس ہے.

نیز فرمایا:-

إِن يَنصُرْكُمُ اللَّهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ وَإِن يَخْذُلْكُمْ فَمَن ذَا الَّذِي يَنصُرُكُم مِّن بَعْدِهِ

اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو کوئی تم پر غالب نہیں آسکتا اور اگر تمہیں رسوا کرے تو اور کون ہے جو اس کے بعد تمہاری مدد کو پہنچے گا.

اور یہ بات صریح حکم اور اجماع سے معلوم ہو چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خلقت کو اس لیے پیدا کیا کہ وہ اس کی عبادت کریں. اور رسول بھیجے اور کتابیں نازل کیں تاکہ اس عبادت کی وضاحت کریں اور اس کی طرف دعوت دیں. جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴿٥٦﴾

اور میں نے جنّوں اور انسانوں کو محض اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں.

نیز فرمایا:- وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ

اور ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا تاکہ وہ اللہ کی عبادت کریں اور غیر اللہ کی حکمرانی سے بچیں.

نیز فرمایا:-

وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ ﴿٢٥﴾

اور آپؐ سے پہلے ہم نے جو بھی رسول بھیجا اسے ہم یہی وحی کرتے رہے کہ میرے سوا الہٰ نہیں لہٰذا میری ہی عبادت کرو.

نیز فرمایا:-

الٓرٰ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ۝ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنَّنِيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ ۝

اس کتاب کی آیات کو محکم بنایا گیا ہے پھر حکیم و خبیر کی طرف سے اسے کھول کر بیان کیا گیا ہے کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا. میں اللہ کی طرف سے تمہارے لئے ڈرا۔نہ والا اور خوشخبری دینے والا ہوں.

ان آیات محکمات میں اللہ سبحانہ نے یہ وضاحت فرمائی ہے کہ جن و انس کو محض اس لیے پیدا کیا گیا ہے کہ وہ اس وحدہ لا شریک کی عبادت کریں. نیز یہ وضاحت کی کہ اللہ کے رسولوں کو، ان پر صلوٰۃ وسلام ہو، اسی عبادت کے حکم، اور اس کے مخالف کی نہی کے لیے بھیجا. پھر یہ بھی خبر دی کہ اس کتاب کی آیات کو محکم بنایا گیا ہے پھر اسے کھول کر بیان کیا گیا ہے. تاکہ اللہ کے سوا کسی دوسرے کی عبادت نہ کی جائے اور عبادت کا مطلب اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کے اوامر کو بجا لانے اور اس کی نواہی کو چھوڑنے کے ذریعہ اس کی اطاعت ہے. اور اللہ تعالیٰ نے بہت سے آیات میں انہی باتوں کا حکم دیا ہے. مثلاً اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد:-

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۙ حُنَفَآءَ

ان کو حکم تو یہی ہوا تھا کہ اخلاص عمل کے ساتھ یکسو ہو کر اللہ کی عبادت کریں.

نیز فرمایا:- وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ
اور تیرے پروردگار نے فیصلہ کردیا ہے کہ تم صرف اسی کی عبادت کرنا۔
نیز فرمایا:- فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ۝ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ
لہٰذا خالصتہً اللہ ہی کی عبادت کرو۔ دیکھو عبادت خالصتہً اللہ ہی کے لیے ہے۔

اور اس مضمون کی آیات بہت ہیں جو سب اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ خالصتہً اللہ اکیلے کی عبادت کرنا اور اللہ کے سوا ابنیاء وغیر ہم کی عبادت کو چھوڑنا واجب ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ دعاء عبادت کی اہم قسم اور سب قسموں کی جامع ہے۔ لہٰذا خالصتہً اللہ اکیلے کو ہی پکارنا واجب ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے:-

فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝

اللہ کو خالص کرکے پکارو۔ عبادت اللہ ہی کے لیے ہے، خواہ یہ بات کافروں کو بری ہی لگتی ہو۔

نیز فرمایا:- وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ۝
اور مسجدیں اللہ ہی کے لیے ہیں لہٰذا اللہ کے ساتھ کسی اور کو مت پکارو۔

اور یہ آیت تمام مخلوقات کو عام ہے خواہ وہ انبیاء ہوں یا کوئی اور ہوں۔ کیونکہ احداً کا لفظ نکرہ ہے اور نہی کے سیاق میں ہے۔ گویا وہ اللہ سبحانہ کے سوا ہر ایک چیز کو عام ہے۔ نیز ارشاد باری ہے:-

وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَ لَا يَضُرُّكَ

اور اللہ کے سوا کسی کو مت پکارو جو نہ تمہیں کچھ فائدہ دے سکتا ہے نہ تمہیں کوئی دکھ پہنچا سکتا ہے۔

اور یہ خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیئے ہے۔ اور یہ تو معلوم ہے کہ اللہ سبحانہ نے آپ کو شرک سے محفوظ رکھا ہے۔ اس سے مراد صرف یہ ہے کہ اس سے دوسروں کو ڈرایا جائے۔ نیز ارشاد باری ہے:-

فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِیْنَ ۞

۔ تم نے (شرک) کیا تو تم ظالموں سے ہوجاؤگے۔

پھر جب آدم علیہ السلام کی تمام تر اولاد کے سردار کا یہ حال ہو کہ اگر وہ اللہ کے سوا کسی دوسرے کو پکارے تو ظالموں سے ہوجائے، پھر اگر کوئی دوسرا پکارے تو اس کا کیا حال ہوگا۔ اور ظلم کا لفظ جب مطلقاً آئے تو اس سے مراد شرک اکبر ہوتی ہے۔ جیسا کہ اللہ سبحانہ نے فرمایا:- وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۞

اور کافر ہی ظالم ہیں۔

نیز فرمایا:- اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ ۞

بلاشبہ شرک ہی بڑا ظلم ہے۔

گویا ان آیات اور ان کے علاوہ دوسری آیات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے سوا دوسری چیزوں کو، خواہ وہ فوت شدہ لوگ ہوں، یا

درخت ہوں یا بت وغیرہ ہوں، پکارنا اللہ عزوجل کے ساتھ شرک ہے اور یہ اس عبادت کے منافی ہے جس کی خاطر اللہ تعالیٰ نے جنوں اور انسانوں کو پیدا کیا۔ اور اس بات کی وضاحت اور اس کی طرف دعوت دینے کے لیے رسول بھیجے اور کتابیں نازل فرمائیں۔ اور یہی لا الہ الا اللہ کا معنی ہے۔ گویا اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ اور یہ بات غیر اللہ کی عبادت کی نفی کرتی اور اسے اللہ اکیلے کے لیے ثابت کرتی ہے۔ اللہ سبحانہ فرماتے ہیں:-

ذٰلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الْبَاطِلُ

یہ اس لیے کہ اللہ ہی برحق ہے اور اس کے سوا جسے بھی یہ لوگ پکارتے ہیں وہ باطل ہے۔

اور یہی بات دین کی اصل اور ملت کی بنیاد ہے اور اس اصل کی صحت کے بعد ہی کوئی عبادت صحیح ہوسکتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:- وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝

آپ کی طرف اور آپ سے پہلے لوگوں کی طرف یہی وحی کی گئی کہ اگر آپ شرک کریں گے تو آپ کے عمل برباد ہوجائیں گے اور آپ زیاں کاروں سے ہوجائیں گے۔

نیز اللہ نے فرمایا:- وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝

اور اگر وہ شرک کرتے تو ان کے سب اعمال برباد ہو جاتے.

اور دین اسلام دو بڑی اصلوں پر مبنی ہے. ایک یہ کہ اللہ اکیلے کے سوا کسی کی عبادت نہ کی جائے اور دوسرے یہ کہ اللہ کے نبی اور رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے مطابق عبادت کی جائے اور یہی اس شہادت لا الہ الا اللہ واَن محمداً رسول اللہ کا معنی ہے.

لہذا جو شخص مردوں کو پکارے خواہ وہ نبی ہوں یا کوئی اور ہوں. یا بتوں کو یا درختوں، پتھروں یا ان کے علاوہ مخلوقات میں سے کسی کو پکارے یا ان سے فریاد کرے یا قربانیوں اور نذرانوں کے ذریعہ تقرب چاہے یا ان کے لیے نماز گزارے یا سجدہ کرے تو بلاشبہ اس نے اللہ کے سوا انہیں رب بنا لیا اور اللہ سبحانہ کا شریک بنایا. اور یہ اس اصل کے مخالف اور لا الہ الا اللہ کے معنی کے منافی ہے. جیسے کوئی شخص دین میں نیا کام کرے جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی تو اس پر محمدرسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شہادت کے معنی متحقق نہیں ہوئے، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

وَقَدِمْنَآ إِلَىٰ مَا عَمِلُوا۟ مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَٰهُ هَبَآءً مَّنثُورًا ۝

جو کام انہوں نے کئے ہوں گے ہم ان کی طرف بڑھیں گے تو انہیں اڑتا ہوا غبار بنادیں گے.

اور یہ اعمال اس شخص کے ہوں گے جو اللہ عزو جل کے ساتھ

شرک کی حالت میں مرا ہو، یا ایسے بدعی اعمال جن کی اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی. گویا ایسے اعمال قیامت کے دن اڑتا ہوا غبار بن جائیں گے. کیونکہ وہ شریعت مطہرہ کے موافق نہ تھے. جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:-

«من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد».

جس شخص نے ہمارے اس امر (شریعت) میں کوئی نیا کام نکالا جو پہلے نہ تھا تو وہ کام مردود ہے.

اس حدیث کی صحت پر شیخین کا اتفاق ہے. اور یہ مراسلہ نگار اپنی فریاد اور دعاء کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوا اور رب العالمین سے اعراض کیا جس کے قبضہ قدرت میں مدد، نفع اور نقصان ہے جو کسی دوسرے کے ہاتھ میں نہیں. اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ بہت بڑا ظلم اور غلیظ قسم کا شرک ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے محض اس (اللہ) سے دعا کا حکم دیا ہے اور یہ وعدہ کیا ہے کہ جو اسے پکارے گا، وہ اس کی دعا قبول فرمائے گا اور یہ بھی دھمکی دی ہے کہ جو شخص اس بات سے تکبر کرے گا وہ اسے جہنم میں داخل کرے گا. چنانچہ فرمایا:-

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِيٓ أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ ۝

اور تمہارے پروردگار نے فرمایا۔ مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ بلاشبہ جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں وہ ذلیل و خوار ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔

اس آیت میں دَاخِرِیْنَ کا معنی زبردست اور ذلیل ہے۔ یہ آیت کریمہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ دعا عبادت ہی ہوتی ہے۔ نیز اس بات پر بھی کہ جو شخص اس سے تکبر کرے اس کا ٹھکانا جہنم ہے یہ تو اس شخص کا حال ہے جو اللہ سے دعا کرنے سے تکبر کرے۔ اب جو شخص دعا ہی کسی دوسرے سے کرے اور اللہ سے اعراض کرے اس کا کیا حال ہوگا۔ جبکہ اللہ سبحانہ قریب ہے، دعا قبول کرنے والا ہے، ہر چیز کا مالک اور ہر چیز پر قادر ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے:-

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ۝

جب میرے بندے آپ سے میرے متعلق پوچھیں تو انہیں بتلا دیجیے کہ میں قریب ہی ہوں۔ جب بھی مجھے کوئی پکارنے والا پکارتا ہے تو میں اس کی پکار کا جواب دیتا ہوں۔ لہٰذا انہیں چاہیے کہ وہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ راہ ہدایت پر آئیں۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح حدیث میں خبر دی ہے کہ دعا ہی عبادت ہے۔ اور آپ نے اپنے چچا زاد عبداللہ بن عباس رضی اللہ

عنہما سے فرمایا:

«احفظ الله يحفظك احفظ الله تجده تجاهك إذا سألت فاسأل الله وإذا استعنت فاستعن بالله» [أخرجه الترمذي وغيره].

اللہ تعالیٰ کو یاد رکھ. اللہ تجھے یاد رکھے گا، تو اسے اپنے سامنے پائے گا. جب تجھے سوال کرنا ہو اللہ ہی سے سوال کر اور جب تجھے مدد درکار ہو تو اللہ ہی سے مدد مانگ.

اس حدیث کو ترمذی وغیرہ نے روایت کیا ہے، نیز آپ ؐ نے فرمایا:-

«من مات وهو يدعو لله ندّاً دخل النار» [رواه البخاري].

جو شخص اس حال میں مرا کہ اللہ کے ساتھ کسی شریک کو پکارتا تھا تو وہ دوزخ میں داخل ہوگا.

اس حدیث کو بخاری نے روایت کیا. نیز صحیحین میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا "سب سے بڑا گناہ کونسا ہے؟" تو آپ ؐ نے فرمایا:

«أن تجعل لله ندّاً وهو خلقك»

یہ کہ تو کسی کو اللہ کا مد مقابل سمجھے جبکہ اسی نے تجھے پیدا کیا ہے. اور ند" کا معنی نظیر اور مثیل ہے. لہٰذا جو شخص اللہ کے سوا کسی کو پکارے یا اس سے فریاد کرے یا اسے نذرانہ پیش کرے یا اس کے لیے قربانی کرے یا عبادت کی کوئی بھی قسم اس کے لیے بجا لائے تو اس نے اس کو اللہ کا مد مقابل بنایا. اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا کہ

وہ کوئی نبی ہو یا ولی ہو یا فرشتہ ہو یا جن ہو یا بت ہو یا مخلوقات میں سے کوئی اور چیز ہو. البتہ کسی زندہ حاضر شخص سے کسی ایسی چیز کا سوال کرنا یا اس سے مدد چاہنا جس کے ظاہری اسباب موجود ہوں اور وہ اس پر قادر بھی ہو تو یہ شرک نہیں. بلکہ یہ تو عادی امور ہیں جو مسلمانوں کے لیے جائز ہیں. جیسا کہ موسی علیہ السلام کے قصہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:- فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِي مِنْ شِيعَتِهِ عَلَى الَّذِي مِنْ عَدُوِّهِ

تو جو شخص موسیٰ علیہ السلام کے گروہ سے تھا اس نے اپنے دشمن فریق کے آدمی پر موسیٰ علیہ السلام سے فریاد طلب کی.

اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قصہ موسیٰ علیہ السلام ہی میں فرمایا:-

فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا يَتَرَقَّبُ

(حضرت موسی) وہاں سے ڈرتے ڈرتے نکلے وہ یہ دیکھ رہے تھے کہ....

اور جیسے کہ انسان جنگ وغیرہ میں اپنے ساتھیوں سے ایسے امور پر فریاد کرتا ہے جو لوگوں کو پیش آتے ہیں اور وہ ایک دوسرے کی مدد کے محتاج ہوتے ہیں. اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم دیا کہ وہ لوگوں تک یہ بات پہنچا دیں کہ وہ کسی کے نفع نقصان کے مالک نہیں ہیں. چنانچہ سورہ جن میں فرمایا:- قُلْ إِنَّمَا أَدْعُوا رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ بِهِ أَحَدًا ۝ قُلْ إِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا رَشَدًا ۝

آپ کہہ دیجیے کہ میں اپنے پروردگار کو پکارتا ہوں اور کسی کو اس کا

شریک نہیں بناتا. آپ کہہ دیجیے کہ میں نہ تو تمہارے نقصان کا مالک ہوں اور نہ بھلائی کا.

نیز سورہ اعراف میں فرمایا:-

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ۭ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۚ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْۗءُ ۚ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝

آپؐ کہہ دیجیے کہ میں تو اپنے آپ کے نفع اور نقصان کا بھی مالک نہیں مگر جو کچھ اللہ چاہے اور اگر میں غیب جانتا ہوتا تو بہت سی بھلائیاں جمع کرلیتا اور مجھے کوئی برائی نہ پہنچتی میں تو صرف ان لوگوں کو خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا ہوں جو ایمان لاتے ہیں.

اس مضمون کی آیات بہت ہیں نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پروردگار کے سوا نہ کسی کو پکارتے تھے اور نہ فریاد کرتے تھے. آپؑ نے بدر کے دن اللہ ہی سے فریاد کی اور دشمن کے مقابلہ میں مدد چاہی اور اس معاملہ میں بہت زاری کی. آپ فرماتے تھے: "اے میرے پروردگار! جو آپ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے وہ پورا فرمائیے".

تا آنکہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کہنے لگے: "اے اللہ کے رسول! اللہ آپ کو کافی ہے. اس نے آپ سے جو وعدہ کیا ہے وہ پورا کرے گا."

اسی بارے میں اللہ تعالیٰ و سبحانہ نے یہ آیت نازل فرمائی:-

إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُمْ بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلَٰٓئِكَةِ مُرْدِفِينَ ۝ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ إِلَّا بُشْرَىٰ وَلِتَطْمَئِنَّ بِهِ قُلُوبُكُمْ ۚ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِندِ اللّٰهِ ۚ إِنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝

جب تم اپنے پروردگار سے فریاد کر رہے تھے تو اس نے تمہاری فریاد قبول کرتے ہوئے جواب دیا کہ میں تمہاری پے در پے آنے والے ایک ہزار فرشتوں سے مدد کروں گا. اور اللہ نے یہ کام صرف تمہاری خوشخبری اور تمہارے دلوں کو تسلی دینے کے لیے کیا. اور مدد تو اللہ ہی کے پاس ہے. بلاشبہ اللہ غالب ہے، حکمت والا ہے.

ان آیات میں اللہ سبحانہ نے ان کے استغاثہ کا ذکر کر کے یہ بتلایا کہ اس نے فرشتوں کو بھیج کر ان کی فریاد کو قبول فرمالیا. پھر یہ وضاحت فرمائی کہ یہ امداد فرشتوں کی طرف سے نہ تھی. اور اللہ کی طرف سے یہ امداد فتح کی خوشخبری اور ان کے دلوں کو مطمئن کرنے کی غرض سے تھی. نیز یہ کہہ کر النصر الا من عنداللّٰه یہ وضاحت فرمادی کہ یہ مدد صرف اللہ کی طرف سے تھی.

نیز سورہ آل عمران میں اللہ سبحانہ و تعالی نے فرمایا:-

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَأَنتُمْ أَذِلَّةٌ ۖ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝

اور اللہ نے بدر کے مقام پر تمہاری مدد کی جبکہ تم کمزور تھے لہٰذا اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم شکر کرو.

اس آیت میں اللہ نے یہ وضاحت فرمائی کہ بدر کے دن اللہ ہی ان

کا مدد گار تھا اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو اسلحہ، قوت اور فرشتوں نے جو مدد دی تھی، یہ سب کچھ مدد، خوشخبری اور اطمینان کے اسباب تھے، بذات خود مدد نہ تھے. بلکہ مدد تو صرف اللہ ہی کی طرف سے تھی. پھر اس مراسلہ نگار یا کسی دوسرے کے لیے یہ کیسے جائز ہوسکتا ہے کہ وہ اپنی فریاد اور مدد کی طلب کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہو اور اللہ رب العالمین سے اعراض کرے جو ہر چیز کا مالک اور ہر چیز پر قادر ہے.

بلاشبہ یہ بد ترین جہالت اور بہت بڑا شرک ہے. لہٰذا اس مراسلہ نگار پر واجب ہے کہ وہ اللہ سبحانہ کے حضور سچی توبہ کرے. جس کی صورت یہ ہے کہ اس سے جو گناہ سرزد ہوا اس پر نادم ہو. اور اللہ کو بزرگ سمجھتے ہوئے، اس کے لیے مخلص بن کر، اس کے حکم کو بجالاتے ہوئے اور اس کی نہی سے بچتے ہوئے آئندہ ایسا کام کبھی نہ کرنے کا پختہ عہد کرے. یہی سچی توبہ ہے. اور معاملہ اگر مخلوق کے حق کا ہو تو توبہ میں ایک چوتھی بات بھی ضروری ہے کہ مستحق کو اس کا حق واپس کرے یا اس سے یہ حق معاف کروائے. اللہ تعالیٰ نے بندوں کو توبہ کرنے کا حکم دیا ہے اور ان سے توبہ قبول کرنے کا وعدہ فرمایا ہے. جیسا کہ ارشاد باری ہے :-

وَتُوبُوٓا۟ إِلَى ٱللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ ٱلْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٣١﴾

اے ایماندارو! سب کے سب اللہ کے حضور توبہ کرو۔ تاکہ تم فلاح پاؤ۔
اور نصاریٰ کے بارے میں فرمایا:۔

أَفَلَا يَتُوبُونَ إِلَى اللَّهِ وَيَسْتَغْفِرُونَهُ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ

کیا وہ اللہ کے حضور توبہ نہیں کرتے اور اس سے معافی نہیں مانگتے اور اللہ تو بخشنے والا مہربان ہے۔

نیز فرمایا: وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ ۚ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا ۝ يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَخْلُدْ فِيهِ مُهَانًا ۝ إِلَّا مَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا

اور جو لوگ اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے نہ ہی کسی ایسی جان کو مارتے ہیں جسے اللہ نے حرام کیا ہے۔ مگر وہ جو حق کے ساتھ ہو۔ اور نہ وہ زنا کرتے ہیں اور جو شخص یہ کام کرئے اسے اس کے گناہ کا بدلہ مل کے رہے گا۔ قیامت کے دن اس کے لیے عذاب دگنا کیا جائے گا اور وہ ذلیل ہو کر ہمیشہ اس میں رہے گا۔ مگر جو شخص توبہ کرے، ایمان لائے اور اچھے کام کرے تو اللہ ایسے لوگوں کی برائیوں کو نیکیوں میں بدل دے گا۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ نیز فرمایا:۔

وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُو عَنِ السَّيِّئَاتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ ۝

وہی تو ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا اور برائیاں معاف کردیتا ہے.
اور جو کچھ تم کرتے ہو اسے وہ جانتا ہے.

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے درست طور پر ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا:-

«الإسلام يهدم ما كان قبله والتوبة تجب ما كان قبلها».

اسلام پہلے گناہوں کو منہدم کردیتا ہے اور توبہ سابقہ گناہوں کو ختم کردیتی ہے.

شرک کے بہت بڑا خطرہ اور بہت بڑا گناہ ہونے کی بنا پر اور اس تحریر سے پیدا ہونے والے دھوکہ کے خوف اور اللہ اور اس کے بندوں سے خیر خواہی کے جذبہ کی وجہ سے میں نے یہ مختصر مگر جامع رسالہ لکھا ہے اور میں اللہ عزوجل سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اسے مفید بنائے. اور ہمارے اور سب مسلمانوں کے احوال کو درست کرے اور دین کی سمجھ عطا فرما کر ہم سب پر احسان فرمائے. ہمیں اس پر ثابت قدم رکھے. ہمیں اور تمام مسلمانوں کو نفس کی برائیوں اور بد اعمالیوں سے پناہ میں رکھے. وہ اس بات کا کارساز اور اس پر قادر ہے.

وصلی اللہ وسلم وبارک علی عبدہ ورسولہ نبینا محمد وآلہ وصحبہ.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دوسرا رسالہ

یہ رسالہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز کی طرف سے ہر اس مسلمان کی طرف ہے جو اسے دیکھے، اللہ تعالی مجھے اور مسلمانوں کو اپنے دین سے تمسک اور اس پر ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرمائے.

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ.

اما بعد! مجھے بعض بھائیوں نے ان کاموں کے متعلق پوچھا جو بعض جاہل کیا کرتے ہیں

جیسے اللہ سبحانہ کے علاوہ دوسروں کو پکارنا اور مشکل اوقات میں ان سے معاونت چاہنا، جیسے جنّوں کو پکارنا ان سے فریاد کرنا، ان کے لیے نذریں اور قربانی دینا اور اسی طرح کے دوسرے کام کرنا. جن میں سے ایک یہ کام ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں یا سبعة خذوه جس سے ان کی مراد جنوں کے سات رئیس ہیں. یعنی اے سات سردارو! یہ کام کرو، اس کی ہڈیاں توڑ دو، اس کا خون پی لو، اس کا بھروپ بھرو. اور ایک یہ بات کہ بعض لوگ کہتے ہیں یا جن الظهيرة یا جن العصر

(اے ظہر کے وقت کے جن اور اے عصر کے وقت کے جن، فلاں کو پکڑ لو) اور یہ بات بعض جنوبی ممالک میں پائی جاتی ہے اور جو باتیں اس معاملہ سے جاملتی ہیں وہ مردوں کو پکارنا ہے، خواہ وہ انبیاء ہوں یا وہ صالحین وغیرہم ہوں. اور فرشتوں کو پکارنا اور ان سے فریاد کرنا یہ سب کام اور ان جیسے دوسرے کام اکثر ایسے ممالک میں واقع ہورہے ہیں جو ان کاموں کو جہالت کی وجہ سے، اور ہم اپنے سے پہلے لوگوں کی تقلید کرتے ہوئے انہیں اسلام کی طرف منسوب کرتے ہیں. ایسی پکار کے سلسلہ میں بسا اوقات بعض لوگ آرام سے یہ بات کہہ دیتے ہیں کہ ایسے قول ہماری زبانوں پر چڑھے ہوئے ہیں. ہم نہ تو اس کا قصد کرتے ہیں اور نہ ہی ایسا عقیدہ رکھتے ہیں نیز مجھ سے یہ بھی پوچھا گیا کہ جو لوگ ان اعمال میں مصروف ہوں ان سے رشتہ کرنے، کرانے، ان کی قربانی، ان پر نماز جنازہ پڑھنے اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ نیز جو لوگ غیب کی خبریں بتلانے والے لوگوں کی تصدیق کرتے ہیں. جیسے کوئی شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ محض مریض کے ان کپڑوں کو جو اس کے جسم کو چھوتے ہوں جیسے پگڑی، پاجامہ یا دوپٹہ وغیرہ سے ہی مرض اور اس کے اسباب کا پتہ لگا سکتا ہے، ایسے لوگوں کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

جواب : ہر قسم کی تعریف اللہ اکیلے کو سزاوار ہے اور صلوٰۃ و سلام

اس پر جن کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں، اور اس کی آل پر اور اصحاب پر اور ان سب لوگوں پر جو تا روز قیامت ان کی راہ پر چلیں.

اما بعد . اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے تمام مخلوقات میں سے جنوں اور انسانوں کو صرف اس لیے پیدا کیا کہ وہ اس کی عبادت کریں، صرف اسی سے دعا اور فریاد کریں اور اسی کے لیے قربانی، نذریں اور باقی سب عبادات بجا لائیں. اسی غرض سے اللہ تعالی نے رسول بھیجے اور انہیں انہی باتوں کا حکم دیا. نیز آسمانی کتابیں نازل فرمائیں جن میں سب سے بڑی کتاب قرآن کریم ہے . جو اسی چیز کی وضاحت کرتی، اس کی طرف دعوت دیتی اور لوگوں کو اللہ کے ساتھ شرک اور غیر اللہ کی عبادت سے ڈراتی ہے. یہی بات اصل الاصول اور دین و ملت کی اساس ہے اور یہی لا الہ الا اللہ کی شہادت کا مفہوم ہے جس کا معنی یہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں. گویا یہ کلمہ غیر اللہ کی الوہیت (اور یہی عبادت ہے) کی نفی کرتا اور باقی سب مخلوقات کو چھوڑ کر اللہ اکیلے کی عبادت کو ثابت کرتا ہے اور اس پر کتاب و سنت سے دلائل بے شمار ہیں. مثلاً اللہ تعالی فرماتے ہیں:-

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴿٥٦﴾

اور میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اس لیے پیدا کیا کہ وہ میری عبادت کریں.

نیز فرمایا:- وَقَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاهُ
اور تمہارے پروردگار نے یہ فیصلہ کردیا ہے کہ تم صرف اسی کی عبادت کرنا۔

نیز فرمایا:- وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ
اور انہیں حکم تو یہی دیا گیا تھا کہ اخلاص عمل کے ساتھ یکسو ہو کر اسی کی عبادت کریں۔ نیز فرمایا:-

● وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۭ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِیْنَ ﴿۶۰﴾

اور تمہارے پروردگار نے فرمایا: مجھے پکارو میں تمہاری پکار کو قبول کروں گا (نیز فرمایا) جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں عنقریب ذلیل ہوکر جہنم میں داخل ہوں گے۔

نیز فرمایا:- وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ۭ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ ﴿﴾

جب میرے بندے آپ سے میرے متعلق پوچھیں تو آپ کہہ دیجیے کہ میں قریب ہوں جب کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی پکار کو قبول کرتا ہوں۔

گویا ان آیات میں اللہ سبحانہ، نے یہ وضاحت فرمائی کہ اس نے جنوں اور انسانوں کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے اور یہ فیصلہ کردیا

ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کی جائے اور اقصیٰ امر اور اوصیٰ کا معنی یہ ہے کہ اللہ سبحانہ نے قرآن کی محکم آیات میں اور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان پر اپنے بندوں کو یہ تاکیدی حکم دیا ہے کہ وہ اپنے پروردگار کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کریں اور یہ بھی وضاحت فرمادی کہ دعا بہت بڑی عبادت ہے جو اس سے تکبر کرے آگ میں داخل ہوگا. اور اپنے بندوں کو حکم دیا کہ وہ اس اکیلے کو پکاریں اور بتلایا کہ وہ قریب ہے، ان کی پکار کا جواب دیتا ہے. لہذا تمام بندوں پر واجب ہے کہ صرف اسی کو پکاریں کیونکہ پکار عبادت کی وہ قسم ہے جس کے لیے انہیں پیدا کیا گیا اور اس کا حکم دیا گیا ہے. چنانچہ اللہ عزوجل فرماتے ہیں:- قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٦٢﴾ لَا شَرِيكَ لَهُ ۖ وَبِذَٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ ﴿١٦٣﴾

آپ کہہ دیجیے کہ میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت سب کچھ اللہ رب العالمین کے لیے ہے. اس کا کوئی شریک نہیں، مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے اور میں پہلا فرمانبردار ہوں.

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بتلادیں کہ میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت سب کچھ اس اللہ رب العالمین کے لیے ہے جس کا کوئی شریک نہیں. گویا جس نے غیر اللہ کے لیے قربانی کی اس نے اللہ کے ساتھ ایسے ہی

شرک کیا جیسے غیر اللہ کے لیے نماز ادا کی. اس لیے کہ اللہ سبحانہ نے نماز اور قربانی کا اکٹھا ذکر کیا اور یہ بتلادیا کہ یہ دونوں چیزیں اس اکیلے اللہ کے لیے ہیں جس کا کوئی شریک نہیں. لہٰذا جس شخص نے غیر اللہ مثلاً جنوں، فرشتوں، مردوں یا کسی دوسرے کے لیے قربانی کی تاکہ وہ اس کے ذریعہ ان کا قرب حاصل کرے وہ ایسے ہی ہے جیسے اس نے غیر اللہ کے لیے نماز پڑھی. اور صحیح حدیث میں ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:- «لعن اللہ من ذبح لغیر اللہ» .

جو غیر اللہ کے لیے قربانی کرے اس پر اللہ نے لعنت کی ہے.

اور امام احمد نے حسن سند سے طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، وہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو آدمی ایک ایسی قوم پر گزرے جن کا ایک بت تھا اور جب تک کوئی راہ گیر اس کے لیے کوئی چیز قربانی نہ دیتا وہ اسے آگے نہیں جانے دیتے تھے. ان لوگوں نے ان دونوں میں سے ایک کو کہا: کچھ قربانی کرو. اس نے جواب دیا، میرے پاس قربانی کرنے کو کوئی چیز نہیں. انہوں نے کہا کہ قربانی دو، خواہ ایک مکھی کی ہو. چنانچہ اس نے مکھی کی قربانی دی تو ان لوگوں نے اس کا راہ چھوڑ دیا. اور یہ شخص جہنم میں داخل ہوا. پھر انہوں نے دوسرے سے بھی کہا کہ قربانی کر. وہ کہنے لگا میں تو اللہ عزو جل کے علاوہ کسی کے لیے کچھ بھی قربانی نہ دوں گا.

چنانچہ انہوں نے اس کی گردن اڑادی اور یہ شخص جنت میں داخل ہوا. اب دیکھیے اگر ایک شخص بت کے تقرب کے لیے ایک مکھی جیسی چیز کی قربانی سے ایسا مشرک ہوجاتا ہے کہ دوزخ میں داخل ہونے کا مستحق قرار پائے تو اس شخص کا کیا حال ہوگا جوجنوں، فرشتوں اور اولیاء کو پکارتا ہو. ان سے فریاد کرتا ہو اور ان سے تقرب کے لیے قربانی کرتا ہو اس امید پر کہ وہ اس کے مال کی حفاظت کریں گے یا اس کے مریض کو شفاء دیں گے یا اس کے جانور اور کھیتی سلامت رہیں گے. یا وہ یہ کام جنوں کے شر وغیرہ سے ڈرتے ہوئے کرتا ہو. تو یہ شخص اور اس طرح کے لوگ تو اس شخص کی نسبت مشرک ہونے یا دوزخ میں داخل ہونے کے بدرجہ اولیٰ مستحق ہیں-ایک نے بت کے لیے مکھی کی قربانی دی تھی. اور اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ قول بھی وارد ہے:- فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ۝ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ۚ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ۝

تو اللہ کی عبادت کرو یعنی (شرک سے) خالص کرکے. دیکھو عبادت خالصتہً اللہ ہی کے لیے ہے. اور جن لوگوں نے اللہ کے سوا دوسرے کارساز بنا رکھے ہیں (ان کے متعلق کہتے ہیں کہ) ہم ان کی عبادت اس لیے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ کا مقرب بنادیں. تو جن باتوں

میں یہ اختلاف کرتے ہیں اللہ ان میں ان چیزوں کا فیصلہ کردے گا بلاشبہ اللہ اس شخص کو ہدایت نہیں دیتا جو جھوٹا اور ناشکرا ہو. نیز فرمایا:

وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هَٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِندَ اللَّهِ ۚ قُلْ أَتُنَبِّئُونَ اللَّهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ ۚ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝

یہ لوگ اللہ کے سوا ایسی چیزوں کو پوجا کرتے ہیں جو نہ ان کا کچھ بگاڑ سکتی ہیں اور نہ بھلا کر سکتی ہیں. اور کہتے ہیں کہ اللہ کے ہاں یہ ہمارے سفارشی ہوں گے. آپ کہہ دیجیے کیا تم اللہ کو ایسی بات بتلاتے ہو جس کا وجود نہ آسمانوں میں معلوم ہوتا ہے نہ زمین میں؟ وہ پاک ہے اور جو کچھ وہ شرک کرتے ہیں اس سے بہت بلند ہے.

ان دو آیات میں اللہ تعالی نے یہ بتلادیا کہ مشرکوں نے اللہ کو چھوڑ کر مخلوق میں سے اوروں کو کارساز بنا رکھا ہے جو ان کی دعا، خوف، امید، نذر اور قربانی وغیرہ کے ساتھ عبادت کرتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں اور یہ کارساز انہیں اللہ کے نزدیک کرسکتے ہیں اور اس کے ہاں ان کی سفارش کرسکتے ہیں تو اللہ سبحانہ نے انہیں جھوٹا قرار دیا اور ان کے اس باطل کام کی وضاحت فرمائی اور انہیں جھوٹے، کفار اور مشرکین کا نام دیا: نیز اپنی ذات کو ان کے شرک سے منزہ کیا اور فرمایا:-

سُبۡحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشۡرِكُوۡنَ ۝
اللہ تعالیٰ پاک اور ان چیزوں سے بلند ہے جو وہ شرک کرتے ہیں.

اس سے معلوم ہوا کہ جس شخص نے کسی فرشتہ یا نبی یا جن یا درخت یا پتھر کو کارساز بنایا. جسے وہ اللہ کے ساتھ پکارتا ہے اس سے فریاد کرتا اور نذر اور قربانی کے ذریعہ اس کا تقرب چاہتا ہے. اور اللہ کے ہاں اس کی شفاعت اور تقرب کی امید رکھتا ہے. یا مریض کی شفاء کی یا مال کی حفاظت کی یا کسی غائب کی سلامتی کی یا ایسی ہی کوئی دوسری امید رکھتا ہے وہ اس بڑے شرک اور سخت مصیبت میں جاپڑا جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:- اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغۡفِرُ اَنۡ يُّشۡرَكَ بِهٖ وَيَغۡفِرُ مَا دُوۡنَ ذٰلِكَ لِمَنۡ يَّشَآءُ‌ ؕ وَمَنۡ يُّشۡرِكۡ بِاللّٰهِ فَقَدۡ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِيۡدًا‏ ۝
اللہ اس گناہ کو نہیں بخشے گا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک بنایا جائے اور باقی گناہ جسے چاہے بخش دے گا. اور جس شخص نے اللہ کے ساتھ شریک بنایا اس نے بہت بڑا بہتان باندھا. نیز فرمایا:-

اِنَّهٗ مَنۡ يُّشۡرِكۡ بِاللّٰهِ فَقَدۡ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيۡهِ الۡجَـنَّةَ وَمَاۡوٰٮهُ النَّارُ‌ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيۡنَ مِنۡ اَنۡصَارٍ‏ ۝
جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرے، اللہ نے اس پر جنت کو حرام کر دیا ہے. اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں.

اور شفاعت تو قیامت کے دن صرف اہل توحید و اخلاص کو نصیب ہوگی، اہل شرک کو نہیں. جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس

شخص کو جواب دیا جس نے یہ پوچھا تھا ، اے اللہ کے رسولﷺ! آپ کی شفاعت کا سب سے زیادہ حصہ دار کون ہوگا تو آپ ﷺ نے فرمایا:-

«من قال لا إله إلا الله خالصاً من قلبه».

جس نے خلوص دل سے لا الہ الا اللہ کہا.

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

«لكل نبي دعوة مستجابة فتعجل كل نبي دعوته وأنا اختبأت دعوتي شفاعة لأمتي يوم القيامة فهي نائلة إن شاء الله من مات من أمتي لا يشرك بالله شيئاً».

ہر نبی کے لیے ایک دعائے مستجاب ہے اور ہر نبی اپنی اپنی یہ دعا کرچکا اور میں نے یہ دعا روز قیامت اپنی امت کی شفاعت کے لیے محفوظ کر رکھی ہے. اگر اللہ نے چاہا تو یہ دعا میری امت کے ہر اس شخص کو پہنچے گی جو اس حال میں مرا کہ اس نے اللہ کے ساتھ شرک نہ کیا ہو.

پہلے مشرکین یہ ایمان رکھتے تھے کہ اللہ ہی ان کا پروردگار اور خالق و رازق ہے. البتہ انہوں نے انبیاء ، اولیاء، فرشتوں اور درختوں اور پتھروں وغیرہ سے امید وابستہ کرر کھی تھی کہ وہ اللہ کے ہاں ان کی سفارش کریں گے اور اللہ کے قریب کردیں گے جیسا کہ پہلے آیات میں یہ مضمون گزر چکا ہے. لیکن ان کا یہ عذر نہ تو اللہ تعالیٰ قبول کرے گا اور نہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبول کریں گے. بلکہ

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب عظیم میں ان پر گرفت فرمائی اورانہیں کفار، مشرکین کا نام دیا. اور ان کے اس گمان باطل کو جھوٹا قرار دیا کہ ان کے یہ معبود ان کی شفاعت کریں گے اور انہیں اللہ کے قریب کردیں گے.

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی شرک کی وجہ سے ان لوگوں سے جنگ کی تا آنکہ عبادت کو عملاً اللہ اکیلے کے لیے خالص بنادیا.

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:-

وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ

اور ان سے جنگ کرو تا آنکہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین پورے کا پورا اللہ ہی کے لیے ہوجائے.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

«أمرت أن أقاتل الناس حتى يشهدوا أن لا إله إلا الله وأن محمداً رسول الله ويقيموا الصلاة ويؤتوا الزكاة فإذا فعلوا ذلك عصموا مني دماءهم وأموالهم إلا بحق الإسلام وحسابهم على الله».

مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے جنگ کروں تا آنکہ وہ یہ شہادت دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں. پھر جب وہ یہ کام کرنے

لگیں تو انہوں نے مجھ سے اپنے خون اور مال محفوظ کرلیے. مگر جو کچھ اللہ کا حق ہو اور ان کا حساب تو اللہ کے ذمہ ہے.

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول حتی یشھدوا از لاالہ الااللہ کا معنی یہ ہے کہ وہ اللہ کے سوا ہر چیز کو چھوڑ کر عبادت کو اسی کے لیے خاص کریں. جبکہ مشرکین جنوں سے ڈرتے اور ان سے پناہ مانگتے تھے تو اللہ تعالی نے اس بارے میں یہ آیت نازل فرمائی :-

وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا

اور یہ کہ بعض بنی آدم بعض جنات کی پناہ پکڑا کرتے تھے جس سے ان کی سرکشی اور بڑھ گئی تھی.

کی تفسیر کرتے ہوئے پہلی تفسیر اس کا معنی ڈرنا اور خوف زدہ ہونا بتلاتے ہیں کیونکہ جنوں نے جب یہ دیکھا کہ انسان ان کی پناہ طلب کرتے ہیں تو وہ اپنے آپ کو بہت بڑا سمجھنے لگے تھے اور ان میں تکبر پیدا ہوگیا تھا. اب وہ انسانوں کو اور بھی ڈرانے اور خوف زدہ کرنے لگے. حتی کہ بہت سے لوگوں نے ان کی عبادت اور ان کی طرف پناہ لینا شروع کردی. جبکہ اللہ نے مسلمانوں کو اس کا متبادل یہ بتلایا کہ وہ اللہ سبحانہ اور اس کے کلمات تام سے پناہ طلب کریں. اسی بارے میں اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی :-

وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ

اور اگر شیطان کی طرف سے تمہارے دل میں کسی قسم کا وسوسہ پیدا ہو تو اللہ سے پناہ مانگو. بلاشبہ وہ سننے والا جاننے والا ہے.

نیز فرمایا:- قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۙ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ

آپ کہیے کہ میں صبح کے مالک کی پناہ مانگتا ہوں.

آپ کہیے کہ میں لوگوں کے پروردگار کی پناہ مانگتا ہوں.

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح طور پر ثابت ہے کہ آپ ؐ نے فرمایا:-

«من نزل منـزلاً فقال أعوذ بكلمات الله التامات من شر ما خلق لم يضره شيء حتى يرتحل من منزله ذلك» .

جو شخص کسی مقام پر اترے تو یہ دعا پڑھے " اللہ جو کچھ بُرائی تو نے پیدا کی ہے میں تیرے کلمات تام کے ساتھ اس سے پناہ مانگتا ہوں" تو اسے کوئی چیز گزند نہ پہنچائے گی تا آنکہ وہ اس مقام سے کوچ کر جائے.

اور جو شخص نجات کا طالب ہو اور اپنے دین کی حفاظت اور خفی اور جلی قسم کے شرک سے سلامتی کی رغبت رکھتا ہو اسے سابقہ آیات و احادیث سے یہ بات معلوم ہوجائے گی کہ مخلوقات میں سے مُردوں، فرشتوں اور جنّوں وغیرہ سے رشتہ جوڑنا، ان سے دعا کرنا اور ان سے پناہ طلب کرنا وغیرہ وغیرہ دور جاہلیت کے مشرکوں کے کام ہیں. اور یہی باتیں اللہ کے ساتھ بد ترین شرک ہیں. لہٰذا انہیں چھوڑنا، ان

سے بچنا، ایک دوسرے کو یہ کام چھوڑنے کی وصیت کرنا اور جو شخص ایسے کام کرے، اس پر گرفت کرنا واجب ہے. اور جو شخص ایسے شرکیہ اعمال کی وجہ سے لوگوں میں مشہور ہو نہ اس سے رشتہ کرنا جائز ہے نہ اس کا ذبیحہ کھانا، نہ اس پر نماز جنازہ پڑھنا اور نہ ہی اس کے پیچھے نماز ادا کرنا جائز ہے. تا آنکہ وہ اللہ سبحانہ کے حضور ان کاموں سے توبہ کا اعلان کرے. اور دعا و عبادت کو اللہ اکیلے کے لیے خالص کرے. اور دعا عبادت ہی ہے بلکہ اس کا مغز ہے. جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:- «الدعاء هو العبادة» . دعا ہی عبادت ہے

اور دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں:- «الدعاء مخ العبادة» .

دعا عبادت کا مغز ہے. اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ۚ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ۚ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ۚ اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۖ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝

اور مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو تا آنکہ وہ ایمان لے آئیں اور مومن لونڈی آزاد مشرکہ سے بہتر ہے خواہ وہ تمھیں بھلی ہی لگے. اور مشرک مردوں سے نکاح نہ کرو تا آنکہ وہ ایمان لے آئیں. اور مومن غلام مشرک آزاد سے بہتر ہے. اگر چہ وہ تمھیں بھلا ہی لگے. یہ لوگ

دوزخ کی دعوت دیتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ جنت کی طرف اور اپنے إذن (حکم) سے مغفرت کی طرف بلاتا ہے. اور اللہ تعالیٰ اپنی آیات کو کھول کر بتلاتا ہے تاکہ وہ لوگ نصیحت حاصل کریں.

اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو بتوں، جنوں اور فرشتوں وغیرہ کی پجاری مشرک عورتوں سے نکاح کرنے سے منع کردیا تا آنکہ وہ خالصتہً اللہ اکیلے کی عبادت کریں اور اس بارے میں جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اس کی تصدیق کریں اور اس کے راستہ کی اتباع کریں اسی طرح مسلمان عورتوں سے مشرکوں کی شادی سے بھی منع فرمادیا تا آنکہ وہ خالصتہً اللہ اکیلے کی عبادت کریں. اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق اور آپ ؐ کی اتباع کریں.

نیز اللہ تعالیٰ و سبحانہ نے یہ بھی بتلایا کہ مومن لونڈی آزاد مشرکہ سے بہتر ہے. اگر چہ جو اس کی طرف دیکھے اس کے جمال کی وجہ وہ اسے اچھی لگے. یا اس کی بات سنے تو وہ بھلی معلوم ہو. اور مومن غلام، آزاد مشرک سے بہتر ہے. اگر چہ اسے دیکھنے والے اور سننے والے کو مشرک کا حسن اور فصاحت اور شجاعت وغیرہ اچھے لگیں.

پھر اس تفصیل کی وجوہ اللہ سبحانہ نے اپنے اس قول

أُوْلَٰٓئِكَ يَدۡعُونَ إِلَى ٱلنَّارِۖ ---- سے واضح فرمائیں.

یعنی اس لیے کہ یہ مشرک مرد اور مشرک عورتیں ایسے لوگ ہیں جو

اپنے اقوال و افعال اور سیرت و اخلاق سے جہنم کی طرف دعوت دینے والے ہیں. جبکہ مومن مرد اور مومن عورتیں اپنے اخلاق، اعمال اور سیرت سے جنت کی طرف بلانے والے ہیں. لہذا یہ دونوں قسم کے لوگ ایک جیسے کیسے ہوسکتے ہیں. اور اللہ عزو جل نے منافقوں کے بارے میں فرمایا ہے:- وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِ ۖ إِنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَاتُوا وَهُمْ فَاسِقُونَ ﴿٨٤﴾

اگران میں سے کوئی مر جائے تو کبھی اس کی نماز جنازہ نہ پڑھنا، نہ ہی اس کی قبر پر (دعا کے لیے) کھڑا ہونا. کیونکہ ان لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول سے کفر کیا تھا اور اس حال میں مرے جبکہ وہ فاسق تھے.

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ وضاحت فرمائی ہے کہ منافق اور کافر دونوں پر، ان کے اللہ اور اس کے رسول سے کفر کی بنا پر، نماز جنازہ نہ پڑھی جائے. اسی طرح نہ ان کے پیچھے نماز ادا کی جائے، نہ ہی انہیں مسلمانوں کا امام بنایا جائے. کیونکہ یہ دونوں کافر ہیں، ان میں امانت مفقود ہے، ان کے اور مسلمانوں کے درمیان بڑی دشمنی ہے اور اس لیے بھی کہ نہ ان کی نماز ہے اور نہ عبادت ہے. کیونکہ شرک ایسی چیز ہے جس کی موجودگی میں کوئی عمل باقی نہیں رہتا. ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اس سے عافیت میں رکھے. نیز اللہ تعالیٰ

نے مردار کی حرمت اور مشرکوں کے ذبیحہ کے بارے میں فرمایا:-

وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ ۗ وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوحُونَ إِلَىٰ أَوْلِيَائِهِمْ لِيُجَادِلُوكُمْ ۖ وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ ﴿١٢١﴾

اور جس چیز پر اللہ کا نام نہ لیا جائے اسے مت کھاؤ کہ اس کا کھانا گناہ ہے۔ اور شیطان لوگ اپنے دوستوں کے دلوں میں یہ بات ڈالتے ہیں کہ تم سے جھگڑا کریں۔ اور اگر تم ان کے کہنے پر چلے تو بیشک تم بھی مشرک ہوئے۔

اللہ عزوجل نے مسلمانوں کو مردار اور مشرکوں کا ذبیحہ کھانے سے منع کردیا۔ کیونکہ وہ نجس ہیں۔ لہٰذا ان کا ذبیحہ مردار کے حکم میں ہوگا اگر چہ اس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو۔ کیونکہ مشرک کا بسم اللہ کہنا باطل ہے جس کا کوئی اثر نہیں کیونکہ تسمیہ عبادت ہے اور شرک عبادت کو برباد کردیتا اور باطل بنادیتا ہے۔ تا آنکہ مشرک اللہ کے حضور توبہ نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ نے صرف اہل کتاب کے کھانے کو درج ذیل آیت کی رو سے مباح کیا ہے:-

وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ

اہل کتاب کا کھانا تمہارے لیے حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کے لیے حلال ہے۔

کیونکہ اہل کتاب آسمانی دین سے اپنی نسبت کرتے تھے اور یہ سمجھتے

تھے کہ وہ حضرت موسیٰ اور عیسیٰ کے پیروکار ہیں. حالانکہ وہ اس معاملہ میں جھوٹے تھے. کیونکہ اللہ نے ان کے دین کو منسوخ کردیا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام لوگوں کی طرف مبعوث فرماکر اسے باطل کردیا ہے. لیکن اللہ عزوجل نے اہل کتاب کا کھانا اور ان کی عورتیں ہمارے لیے حلال کردی ہیں جس کی حکمت بالغہ کی اور ان اسرار کی جو اس سلسلہ میں ملحوظ رکھے گئے ہیں اہل علم نے وضاحت کردی ہے. بخلاف مشرکوں کے جو آستانوں اور مردہ نبیوں اور ولیوں وغیرہ کے پجاری ہوتے ہیں جن کے دین کی نہ کوئی اصل ہے اور نہ اس میں کچھ شبہ ہے بلکہ وہ باطل ہے. اسی بنا پر مشرکوں کا ذبیحہ مردار قرار دیا گیا جس کا کھانا جائز نہیں.

رہی اس شخص کی بات جو کسی کو یوں کہے: تجھے جن لگے، تجھے جن پکڑے، تجھ پر جن طاری ہوجائے. یا اس قسم کے دوسرے اقوال تو یہ گالی گلوچ کے باب سے ہیں. اور یہ بھی گالی گلوچ کے دوسرے الفاظ کی طرح مسلمانوں کے لئے ناجائز ہے. تاہم یہ شرک کے باب سے نہیں. الا یہ کہ قائل یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ جن اللہ تعالیٰ کے اذن اور مشیت کے بغیر لوگوں میں تصرف کرسکتے ہیں. جو شخص جنوں یا مخلوقات میں سے کسی اور کے بارے میں یہ اعتقاد رکھے وہ اس اعتقاد کی بنا پر کافر ہے. کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی ہر چیز کا مالک اور ہر چیز

پر قادر ہے. وہی نفع دینے والا اور نقصان پہنچانے والا ہے. کوئی چیز اس کے اذن، اس کی مشیت اور سابقہ تقدیر کے بغیر وجود میں نہیں آسکتی.

جیسا کہ اللہ عزو جل نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم دیا کہ وہ لوگوں کو اس اصل عظیم کی خبر دے دیں. فرمایا:-

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ۭ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ڛ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْۗءُ ڔ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝

آپ کہہ دیجیے کہ میں تو اپنے نفع نقصان کا مالک نہیں مگر جو کچھ اللہ چاہے. اور اگر میں غیب جانتا ہوتا تو میں بہت سی بھلائیاں اکٹھی کر لیتا. اور مجھے کبھی کوئی تکلیف نہ پہنچتی. میں تو صرف ڈرانے والا اور خوشخبری دینے والا ہوں ان لوگوں کے لیے جو ایمان لاتے ہیں.

پھر جب تمام مخلوق کے سردار اور ان سب سے افضل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ حال ہو کہ وہ اپنے آپ کے بھی نفع نقصان کے مالک نہ ہوں مگر جو کچھ اللہ چاہے تو پھر مخلوق میں سے کسی دوسرے کا کیا حال ہوگا اور اس مضمون کی آیات بہت ہیں.

رہا پیشن گوئی کرنے والوں شعبدہ بازوں اور نجومیوں اور ایسے ہی دوسرے لوگوں کے متعلق سوال، جو غیب کی خبریں بتلاتے رہتے ہیں تو یہ ایسی بری بات ہے جو جائز نہیں اور ایسے لوگوں کی تصدیق کرنا تو اور بھی سخت اور قابل گرفت بات ہے. بلکہ یہ کفر ہی کی قسم ہے.

کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: «مَنْ أتى عَرَافاً فَسَألهُ عَنْ شَيءٍ لَمْ تقبل لهُ صَلاة أربَعِيْنَ يَوْماً».

جس شخص نے کسی پیشن گو کے ہاں آکر کسی چیز کے متعلق پوچھا اس کی چالیس دن کی نماز قبول نہ ہوں گی.

اسے مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا. نیز درج ذیل حدیث کو بھی اپنی صحیح میں معاویہ بن الحکم السلمی سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کاہنوں کے پاس آنے اور ان سے پوچھنے سے منع فرمایا ہے.

اور ابوداؤد، ترمذی، نسائیؒ، ابن ماجہ میں ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «من أتى كاهناً فصدقه بما يقول فقد كفر بما أنزل على محمد ﷺ».

جو شخص کسی کاہن کے ہاں آیا اور اس بات کو سچ سمجھا جو کاہن کہہ رہا ہے تو اس نے اس چیز کا کفر کیا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے.

اور اس معنی کی احادیث بہت ہیں. لہٰذا مسلمانوں پر واجب ہے کہ کاہنوں، عرافوں اور باقی ہر قسم کے پیشن گوئی کرنے والے لوگوں سے پوچھنے سے بچیں. جن کا شغل ہی غیب کی خبریں بتلانا اور مسلمانوں کو چکمہ دینا ہے. خواہ یہ چکمہ طب کے نام سے ہو یا کسی اور نام سے . جیسا کہ ان باتوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

نہی اور ان سے تحذیر پہلے گزر چکی ہے. پھر اس سلسلہ میں یہ بات بھی شامل ہوجاتی ہے جو بعض لوگ طب کے نام پر غیبی امور کے جاننے کا دعویٰ کرتے ہیں. جب وہ کسی مریض کی پگڑی یا کسی مریضہ کا دوپٹہ یا ایسے ہی کوئی دوسرا کپڑا سونگھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اس مریض نے یا اس مریضہ نے یہ کام کیا تھا یا وہ کام کیا تھا. اور یہ ایسے غیبی امور ہوتے ہیں جن کا مریض کے عمامہ یا کوئی دوسری چیز سونگھنے سے پتہ نہیں چل سکتا نہ ہی اس پر کوئی دلیل ہوتی ہے. اس سے ان کا مقصد صرف عوام الناس کو چکمہ دینا ہوتا ہے تا آنکہ لوگ یہ کہنے لگیں کہ فلاں شخص طب کا بڑا ماہر ہے اور مرض کی اقسام اور اس کے اسباب کا بہت ماہر ہے. اور بسا اوقات ایسے لوگ کوئی دوائی بھی دے دیتے ہیں. پھر اگر اللہ کی تقدیر کے مطابق مریض کو شفا ہوجائے تو لوگ یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ یہ اس دوائی کا اثر ہے. حالانکہ بسا اوقات ان مرض کے اسباب ہی بعض جنوں اور شیطانوں کے پیدا کردہ ہوتے ہیں. جو اس طب کے مدعی کی خدمت کرتے ہیں. اور بعض ایسی غیب کی باتیں اسے بتلا دیتے ہیں جن کی انہیں خبر ہوتی ہے. مریض ان باتوں پر اعتماد کر لیتا ہے. اور جن اور شیاطین اس بات پر راضی ہوتے ہیں کہ ان کی عبادت کی جائے جو ان کے مناسب ہو. وہ مریض سے اٹھ جاتے ہیں اور اس چکمہ سے جو ایذا

مریض کو دے رہے تھے اسے چھوڑ دیتے ہیں اور یہ بات جن اور شیاطین کے متعلق اور ان لوگوں کے متعلق جو ان سے خدمت لیتے ہیں معروف ہے۔

لہٰذا مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ ایسی باتوں سے خود بھی بچیں اور دوسروں کو چھوڑنے کی تاکید کریں۔ صرف اللہ سبحانہ پر اعتماد کریں اور ہر معاملہ میں اسی پر توکل کریں۔ البتہ شرعی قسم کے دم جھاڑ، جائز ادویہ اور ڈاکٹروں سے علاج کرانے میں کوئی حرج نہیں جو شعاعوں وغیرہ سے مریض کی تشخیص اور علاج کرتے ہیں۔ اور حسی اور عقلی اسباب سے اس کی مرض کی تحقیق کرتے ہیں۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا: «ما أنزل الله داء إلا أنزل له شفاء علمه من علمه وجهله من جهله».

اللہ تعالیٰ نے ایسی کوئی بیماری پیدا نہیں کی جس کی دوا بھی پیدا نہ کی ہو۔ جس نے اس دوا کو جان لیا سو جان لیا اور جس نے نہ جانا سو نہ جانا (یعنی وہ شفا کی دوا کسی کو معلوم ہوسکے یا نہ ہوسکے)

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

«لكل داء دواء فإذا أصيب دواء الداء بريء بإذن الله»

ہر بیماری کی دوا ہے جب وہ دوا اس بیماری کو راس آجائے تو مریض اللہ کے حکم سے صحت یاب ہوجاتا ہے۔

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

«عباد الله تداووا ولا تداووا بحرام».

اے اللہ کے بندو! علاج کیا کرو لیکن حرام چیز سے علاج نہ کرو.

اور اس مضمون کی بہت سی احادیث ہیں. لہذا ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ سب مسلمانوں کے احوال کی اصلاح فرمائے. ان کے دلوں اور ان کے بدنوں کو ہر برائی سے شفاء بخشے اور ہدایت پر اکٹھا کرے. اور ہمیں اور ان کو فتنوں کی گمراہیوں سے اور شیطان اور اس کے دوستوں کی اطاعت سے اپنی پناہ میں رکھے. کیونکہ وہ ہر چیز پر قادر ہے. اور گناہ سے بچنے اور نیکی کرنے کی توفیق اسی اللہ بزرگ و برتر سے ہی ہوتی ہے. وصلی اللہ وسلم وبارک علی عبدہ ورسولہ نبینا محمد و آلہ وصحبہ.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تیسرا رسالہ

عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز کی طرف سے برادر مکرم ....
کے نام

اللہ آپ کو بھلائی کی توفیق دے۔ آمین۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

اما بعد! آپ کا گرامی نامہ موصول ہوا۔ اللہ آپ کو اپنی ہدایت سے ہمکنار کرے۔ جو کچھ اس خط سے معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ آپ کے ملک میں کچھ ایسے لوگ ہیں جو ایسے اوراد و وظائف پڑھتے ہیں جن کی اللہ نے کوئی دلیل نہیں اتاری۔ کچھ ان میں سے بدعیہ ہیں اور کچھ شرکیہ ہیں۔ یہ لوگ ان اوراد کو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ وغیرہ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اور ان اوراد کو مجالس ذکر میں یا مساجد میں نماز مغرب کے بعد پڑھتے ہیں اور سمجھتے یہ ہیں کہ ان اوراد سے اللہ کا قرب حاصل ہوگا جیسے ان کا قول :

(اے اللہ کے آدمیو! اللہ کے حق کے ساتھ اور اللہ کی مدد سے ہماری مدد کرو اور اللہ کے ساتھ ہمارے مہربان بن جاؤ) اور ان کا یہ قول :

اے اقطاب اور اے اوتاد اور اے سردارو! ہمارے معاملہ میں مدد دینے والو ہماری مدد کرو اور اللہ کے لیے شفاعت کرو. یہ تمہارا بندہ کھڑا ہے اور آپ کے دروازے پر معتکف ہے، اپنی تقصیر سے خائف ہے. اے اللہ کے رسول ہماری فریاد کو پہنچو. آپ کے علاوہ میں کس کے پاس جاؤں اور آپ سے ہی مطلب حاصل ہوتا ہے اور آپ حضرت حمزہ سیدالشہدا کے وسیلہ سے بہتر اہل اللہ ہیں اور آپ میں سے کون ہمارا مدد گار ہوگا. اے اللہ کے رسول! ہماری فریاد کو پہنچو. نیز ان کا یہ قول : " اے اللہ اس شخص پر رحمت بھیج جسے تو نے اپنے جبروتی اسرار کے پھاڑنے اور رحمانی انوار کے الگ الگ ہونے کا سبب بنایا. تو وہ ربانی درگاہ سے نائب اور تیرے اسرار کا خلیفہ بن گیا..." اور آپ یہ وضاحت چاہتے ہیں کہ ان میں کونسا ورد بدعت ہے اور کونسا شرک. اور کیا ایسے امام کے پیچھے نماز درست ہے جو اس قسم کی دعا کرتا ہو. جس کے متعلق سب کچھ معلوم ہے.

جواب : الحمد للہ وحدہ، والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعد و علیٰ آلہ و صحبہ و من اھتدی بھداہ الیٰ یوم الدین.

معلوم ہونا چاہیے اور اللہ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے کہ اللہ نے خلقت کو صرف اس لئے پیدا کیا. اور رسولوں کو، ان پر صلوٰۃ و سلام ہو، صرف اس لیے بھیجا کہ اللہ اکیلے کی عبادت کی جائے جس

کا مخلوقات میں سے کوئی بھی شریک نہیں. جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ

میں نے جنّوں اورانسانوں کو صرف اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں.

اور عبادت کا معنیٰ اللہ سبحانہ کی اطاعت اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہے کہ جس کام کا اللہ اور اس کے رسول نے حکم دیا ہو وہ کام کرے اور جس سے اللہ اور اس کے رسول نے روکا ہو اس کو چھوڑ دے. اور اس کے ساتھ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے. اور عمل میں اللہ تعالیٰ کے لیے اخلاص بھی ہو اور اس کی انتہائی محبت بھی اور اس اکیلے کے لیے کمال عاجزی ہو. جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:- وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ

اور تیرے پروردگار نے یہ فیصلہ کردیا ہے کہ تم صرف اسی کی عبادت کرنا. یعنی حکم دیا اور تاکید فرمائی کہ اس اکیلے کی عبادت کی جائے.

نیز فرمایا:- اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝

ہر طرح کی تعریف اللہ کے لیے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے رحم کرنے والا مہربان ہے. روز قیامت کا مالک ہے. ہم تیری ہی عبادت کرتے اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں.

ان آیات میں اللہ تعالی نے وضاحت فرمائی کہ وہی اس بات کا مستحق ہے کہ اس اکیلے کی عبادت کی جائے اور اس اکیلے سے مدد طلب کی جائے.

نیز اللہ عزو جل نے فرمایا:- فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ۝ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ

لہذا خالصتاً اللہ ہی کی عبادت کرو. دیکھو اللہ کی عبادت ایسی ہو جو (شرک وغیرہ سے) خالص ہو.

نیز فرمایا:- فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝

خالصتاً اللہ ہی کو پکارو، عبادت اسی کے لیے ہے. اگر چہ یہ بات کافروں کو بری لگتی ہو.

اور فرمایا:- وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ۝

اور بلاشبہ مسجدیں اللہ کے لیے ہیں. لہذا اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو.

اور اس مضمون کی آیات بہت ہیں جو اللہ اکیلے کی عبادت کے وجوب پر دلالت کرتی ہیں اور یہ تو معلوم ہے کہ دعا کی تمام قسمیں عبادت ہیں. لہذا کسی کے لیے بھی یہ جائز نہیں کہ اپنے پروردگار کے سوا کسی کو پکارے، یا اس سے امداد طلب کرے یا اس سے فریاد کرئے تاکہ وہ ان آیات پر اور اسی معنی کی دوسری آیات پر عمل پیرا ہوسکے. اور یہ ممانعت صرف ایسے امور میں ہے جو عادی امور اور حسی اسباب کے علاوہ ہیں جن پر کوئی زندہ اور حاضر مخلوق قادر ہوتی ہے. کیونکہ ایسے امور عبادت نہیں ہیں. بلکہ نص اور اجماع کی رو سے یہ

جائز ہے کہ ایک انسان دوسرے انسان سے ایسے معاملہ میں مدد طلب کرے جس پر وہ قادر ہے۔ جیسے وہ اس کے بیٹے یا خادم یا کتے یا کسی ایسی ہی چیز کے شر سے بچنے کے لیے ایسے انسان سے مدد چاہتا ہے یا اس کے پاس فریاد کرتا ہے جو زندہ ہے، موجود ہے اور قادر ہے یا اگر غائب ہے یہ استعانت اور استغاثہ حسی اسباب کے ذریعہ ہو جیسے خط و کتابت وغیرہ۔ اسی طرح گھر کی تعمیر یا اپنی گاڑی کی اصلاح اور ایسے ہی دوسرے کاموں میں زندہ، موجود اور قادر انسان سے مدد طلب کرنا جائز ہے۔ موسیٰ علیہ الصلوٰہ والسلام کا قصہ بھی اسی باب سے ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :-

فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِي مِنْ شِيعَتِهِ عَلَى الَّذِي مِنْ عَدُوِّهِ

تو جو شخص موسیٰ علیہ السلام کے گروہ سے تھا اس نے اپنے دشمن گروہ کے آدمی کے خلاف موسیٰ علیہ السلام سے فریاد کی۔

چنانچہ جہاد اور جنگ وغیرہ میں کسی انسان کا اپنے ساتھیوں سے فریاد کرنا اور ایسے ہی دوسرے کام اسی باب سے ہیں۔ مگر مُردوں، جنوں، فرشتوں، درختوں اور پتھروں سے استغاثہ شرک اکبر ہے اور پہلے مشرکوں کا سا ہی عمل ہے کہ وہ اپنے معبودوں مثلاً لات، عزیٰ اور دوسرے معبودوں سے استغاثہ کرتے تھے۔

اسی طرح کسی زندہ انسان سے بھی استعانت و استغاثہ شرک اکبر ہے

جس کے متعلق کوئی شخص یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ وہ ولی ہے اور ایسے کاموں پر قدرت رکھتا ہے جس پر اللہ کے سوا کوئی قادر نہیں جیسے مریضوں کو شفا دینا، دلوں کی ہدایت، جنت میں داخلہ اور دوزخ سے نجات وغیرہ. سابقہ آیات اور جو آیات واحادیث اس معنی میں آئی ہیں. وہ سب اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ایسے تمام امور میں دلوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ کرنا اور خالصتہً اللہ اکیلے کی عبادت کرنا واجب ہے. کیونکہ بندوں کو پیدا ہی اس لیے کیا گیا ہے اور اسی بات کا انہیں حکم دیا گیا ہے جیسا کہ سابقہ آیات میں گزر چکا ہے اور جیسا کہ اللہ سبحانہ کے درج ذیل ارشادات سے واضح ہے:-

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْـًٔا

اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ.

نیز فرمایا:- وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۙ

اور انہیں حکم تو یہی دیا گیا تھا کہ وہ خالص عمل کے ساتھ اللہ کی عبادت کریں.

اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ والی حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:- «حَقّ اللهِ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يَعبدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا».

بندوں پر اللہ تعالیٰ کا یہ حق ہے کہ وہ اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں.

اس حدیث کی صحت پر شیخین کا اتفاق ہے. نیز ابن مسعود رضی اللہ عنہ والی حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

«مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَدْعُو لِلّٰهِ نِدًّا دَخَلَ النَّارَ».

جو شخص اس حال میں مرا کہ وہ اللہ کے کسی شریک کو پکارتا تھا وہ دوزخ میں داخل ہوگا.

اس حدیث کو بخاری نے روایت کیا.

اور صحیحین میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت معاذ بن جبل کو یمن کی طرف (گورنر بنا کر) بھیجا تو ان سے فرمایا:- «إِنَّكَ تَأْتِي قَوْماً أهل كِتَاب فَلْيَكن أول مَا تَدْعُوهُمْ إِليهِ شهَادَةُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلاَّ الله».

تم ان لوگوں کے پاس جارہے ہو جو اہل کتاب ہیں. لہٰذا پہلی چیز جس کی طرف تم انہیں دعوت دو یہ شہادت ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں. اور ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: انہیں دعوت دو کہ وہ شہادت دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور بخاری کی روایت یوں ہے: انہیں دعوت دو تا آنکہ وہ اللہ کی توحید کا اقرار کریں.

اور صحیح مسلم میں طارق بن اشیم الا شجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

«من وحد الله وكفر بما يعبد من دون الله حرم ماله ودمه وحسابه على الله عز وجل».

جس نے اللہ کو ایک جانا اور جن چیزوں کی اللہ کے سوا عبادت کی جاتی ہے ان کا انکار کیا اس کا مال اور اس کا خون حرام کردیا گیا ہے اور اس کا حساب اللہ عزوجل کے ذمہ ہے.

اور اس مضمون کی احادیث بہت ہیں. یہی وہ توحید ہے جو دین اسلام کی اصل، ملت کی اساس اور امر شریعت کا سر ہے. یہی سب سے اہم فریضہ ہے اور یہی جن و انسان کی پیدائش کی حکمت اور تمام رسولوں، ان پر صلوٰۃ و سلام ہو، کے بھیجنے کی حکمت ہے اور ان باتوں پر دلالت کرنے والی آیات پہلے گزر چکی ہیں. اور کچھ درج ذیل ہیں:- وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ۝

اور میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں.

اور اللہ عزوجل کا یہ قول بھی اس پر دلیل ہے:-

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ

اور ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا کہ وہ لوگ اللہ کی عبادت کریں اور اللہ کے سوا دوسروں کی حکمرانی سے بچیں. نیز فرمایا:-

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ۝

اور آپ سے پہلے ہم نے جو رسول بھی بھیجا اسے ہم نے یہی وحی کی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں لہٰذا میری ہی عبادت کرو۔

نیز اللہ تعالیٰ عزوجل نے حضرت نوح، ہود، صالح، شعیب، علیہم الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے قرآن پاک میں بیان فرمایا کہ ان رسولوں نے اپنی قوم سے کہا:۔ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ إِلٰهٍ غَيْرُهٗ

اللہ کی عبادت کرو۔ اس کے سوا تمہارے لیے کوئی معبود نہیں۔

اور یہ تمام رسولوں کی دعوت تھی جیسا کہ اس پر دونوں سابق آیات دلالت کررہی ہیں اور ان رسولوں کے دشمنوں نے یہ اعتراف کیا ہے کہ واقعی رسولوں نے انہیں اکیلے اللہ کی عبادت کرنے اور اس کے سوا باقی معبودوں کو، جن کی وہ عبادت کرتے تھے، چھوڑنے کا حکم دیا تھا۔ جیسا کہ قوم عاد کے قصہ میں اللہ عزوجل فرماتے ہیں کہ ان لوگوں نے ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا:۔

أَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا

کیا تو ہمارے پاس اس لیے آیا ہے کہ ہم ایک اللہ کو ہی پوجیں۔ اور جنہیں ہمارے آبا و اجداد پوجتے تھے ان سب کو چھوڑ دیں؟

اور قریش کا جواب اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا۔ جبکہ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اکیلے اللہ کی عبادت کرنے اور ان سب معبودوں کو، یعنی فرشتوں، اولیا، بتوں اور درختوں وغیرہ کو،

چھوڑنے کی دعوت دی جن کی وہ پوجا کرتے تھے تو وہ کہنے لگے:-

أَجَعَلَ الْآلِهَةَ إِلَٰهًا وَاحِدًا ۖ إِنَّ هَٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ۝

اس نے تو سارے معبودوں کے بجائے صرف ایک معبود بنادیا. یہ تو بڑی عجیب بات ہے.

نیز سورۃ الصافات میں اللہ نے قریش کا قول یوں بیان فرمایا:-

إِنَّهُمْ كَانُوا إِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ يَسْتَكْبِرُونَ ۝ وَيَقُولُونَ أَئِنَّا لَتَارِكُو آلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَجْنُونٍ ۝

جب انہیں یہ کہا جاتا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو تکبر کرتے اور کہتے : بھلا ہم ایک دیوانے شاعر کی خاطر اپنے معبودوں کو چھوڑ سکتے ہیں؟

اور اس مضمون پر دلالت کرنے والی آیات بہت ہیں. اور جو آیات و احادیث ہم نے ذکر کی ہیں ان سے بھی آپ پر یہ بات واضح ہوجائے گی. اللہ تعالی مجھے اور آپ کو دین کی سمجھ اور رب العالمین کے حق میں بصیرت کی توفیق عطا فرمائے.

اب یہ دعائیں اور استغاثہ کی کئی اقسام جو آپ نے اپنے سوال میں بیان کی ہیں، سب کی سب شرک اکبر کی قسم سے ہیں کیونکہ یہ غیر اللہ کی عبادت ہے اور ایسے امور کی طلب ہے جن پر اللہ کے سوا کوئی مُردہ یا غائب شخص قادر نہیں ہوسکتا. نیز یہ بات پہلے لوگوں کے شرک سے بدتر ہے کیونکہ وہ لوگ تو صرف آسودگی کی حالت میں

شرک کرتے تھے. مگر جب کوئی مصیبت پڑتی تو پھر خالصتہً اللہ ہی کی عبادت کرتے تھے. کیونکہ وہ لوگ جانتے تھے کہ اس مصیبت سے نجات صرف اللہ ہی دے سکتا ہے. اور کوئی نہیں دے سکتا. جیسا کہ اللہ سبحانہ نے اپنی کتاب مبین میں ان مشرکوں کا یہ قول بیان کیا ہے.

فَإِذَا رَكِبُوا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ ﴿٦٥﴾

جب وہ کشتی میں سوار ہوتے تو خالصتہً اللہ کے فرمانبردار بن کر صرف اللہ ہی کو پکارتے. پھر جب اللہ انہیں نجات دے کر خشکی کی طرف لے آتا تو پھر شرک کرنے لگتے.

اور ایک دوسری آیت میں اللہ عزوجل ان کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں:-

وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُونَ إِلَّا إِيَّاهُ فَلَمَّا نَجَّاكُمْ إِلَى الْبَرِّ أَعْرَضْتُمْ وَكَانَ الْإِنْسَانُ كَفُورًا ﴿٦٧﴾

جب اللہ تمہیں سمندر میں سختی دکھاتا ہے تو تم اللہ کے سوا سب کچھ بھول جاتے ہو جنہیں تم پکارتے ہو. پھر جب تمہیں نجات دے کر خشکی کی طرف لاتا ہے تو روگردانی کرنے لگتے ہو. اور انسان تو ہے ہی ناشکرا.

اب اگر ان پچھلے مشرکوں میں کوئی کہنے والا یوں کہہ دے کہ: ہمارا یہ مقصد تو نہیں ہوتا کہ یہ ہستیاں بذات خود کوئی فائدہ پہنچاتی ہیں یا

ہمارے مریضوں کو شفا دیتی یا ہمیں نفع پہنچا سکتی ہیں. ہمارا مقصد تو صرف یہ ہوتا ہے کہ وہ اللہ کے ہاں ہماری سفارش کریں.

تو اس کا جواب یہ ہے جو اسے کہنا چاہیے کہ:

پہلے کافروں کا مقصد اور مراد بھی یہی کچھ ہوتا تھا. ان کی مراد یہ نہ ہوتی کہ ان کے معبود بنفسہ پیدا کرتے یا رزق دیتے یا نفع یانقصان پہنچا سکتے ہیں کیونکہ یہ چیز اس بات کو باطل بنا دیتی ہے. جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں قریش کے حوالے سے ذکر کیا ہے. وہ بھی صرف ان کی شفاعت اور اللہ کے ہاں ان کے مرتبہ اور قرب ہی کا ارادہ رکھتے تھے.

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ یونس(علیہ السلام)میں فرمایا:- وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هَٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِندَ اللَّهِ

وہ لوگ اللہ کے سوا ایسی چیزوں کی عبادت کرتے تھے جو نہ انہیں کچھ نقصان پہنچا سکیں اور نہ فائدہ دے سکیں. اور کہتے کہ اللہ کے ہاں یہ ہمارے سفارشی ہیں..

تو اللہ سبحانہ نے انہیں یوں جواب دیا:- قُلْ أَتُنَبِّئُونَ اللَّهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ ۚ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝

آپ کہہ دیجیے کیا تم اللہ کو اس بات کی خبر دیتے ہو جس کا وجود نہ آسمانوں میں اسے معلوم ہے اور نہ زمین میں؟ وہ پاک ہے اور جو کچھ وہ شرک کرتے ہیں اس سے بلند ہے.

گویا اللہ سبحانہ نے یہ وضاحت فرمائی کہ اسے آسمانوں میں اور نہ زمین میں کسی ایسے شخص کے وجود کا علم ہے جو اللہ کے اس طور پر سفارشی بن سکتا ہو جس کا یہ مشرک لوگ قصد رکھتے ہیں. اور جس چیز کے وجود کو اللہ نہ جانتا ہو وہ موجود ہی نہیں. کیونکہ اللہ سبحانہ سے کوئی چیز مخفی نہیں رہ سکتی. نیز اللہ تعالیٰ نے سورہ زمر میں فرمایا:-

تَنْزِيلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ۝ إِنَّآ أَنْزَلْنَآ إِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّينَ ۝ أَلَا لِلّٰهِ الدِّينُ الْخَالِصُ

یہ کتاب اللہ غالب، حکمت والے کی طرف سے نازل شدہ ہے. ہم نے اسے آپؐ کی طرف حق کے ساتھ نازل کیا. تو خالصتہً اللہ ہی کی عبادت کرو. عبادت اسی کے لیے ہے. دیکھو اللہ کے لیے خالص عبادت ہی سزاوار ہے.

گویا اللہ سبحانہ نے یہ وضاحت فرمائی کہ عبادت صرف اس اکیلے کے لیے ہے اور اس عبادت کے لیے بندوں پر اخلاص واجب ہے. کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اخلاص کے ساتھ عبادت کرنے کا حکم دیا تو یہ حکم سب لوگوں کے لیے ہے. اور یہاں دین کا معنی عبادت ہے اور عبادت سے مراد اللہ کی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہے جیسا کہ گزر چکا اور اس عبادت میں دعاء، استغاثہ، خوف اور رجاء، قربانی اور نذر ایسے ہی داخل ہیں. جیسے اس

میں نماز اور روزہ وغیرہ داخل ہیں، جن کا اللہ نے اور اس کے رسول نے حکم دیا ہے، پھر اس کے بعد اللہ عزوجل نے فرمایا:-

وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَىٰ

اور جن لوگوں نے اللہ کے سوا اپنے کارساز بنا رکھے ہیں (وہ کہتے ہیں کہ) ہم ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں مرتبہ کے لحاظ سے اللہ کے قریب کردیں.

یعنی وہ کہتے ہیں کہ ہم تو ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں مرتبہ کے لحاظ سے اللہ کے قریب کردیں. اللہ سبحانہ نے ان کو یوں جواب دیا:-

إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِي مَا هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ كَاذِبٌ كَفَّارٌ ۝

جن باتوں میں یہ لوگ اختلاف کرتے ہیں ان کا فیصلہ اللہ تعالیٰ فرمادے گا. بلاشبہ اللہ اسے ہدایت نہیں دیتا. جو جھوٹا اور ناشکرا ہے.

اس آیہ کریمہ میں اللہ تعالی نے یہ وضاحت فرمائی کہ کافر اپنے اولیاء کی عبادت صرف اس لیے کرتے تھے کہ وہ انہیں اللہ کے قریب کردیں. اور پرانے اور نئے سب طرح کے کافروں کا یہی مقصد ہوتا ہے. چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس قول سے اس نظریہ کو باطل قرار دیا:-

جن باتوں میں یہ لوگ اختلاف کرتے ہیں اللہ ان کے درمیان ان باتوں کا فیصلہ کردے گا. بلاشبہ اللہ اسے ہدایت نہیں دیتا جو جھوٹا

اور ناشکرا ہو.

گویا اللہ سبحانہ نے ان کا جھوٹ واضح کردیا کہ یہ محض ان کا گمان باطل ہے کہ ان کے معبود انہیں اللہ کے قریب کردیں گے، اور ان کے کفر کی یہ وضاحت فرمائی کہ وہ عبادت ان کے لیے پھیر دیتے تھے.

اب جو شخص تھوڑی سی بھی تمیز رکھتا ہو اسے اس سے یہ معلوم ہوجائے گا کہ پہلے کافروں کا کفر صرف یہ تھا کہ انہوں نے اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان مخلوقات میں سے نبیوں، ولیوں، درختوں اور پتھروں وغیرہ کو سفارشی بنارکھا تھا، اور وہ یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ یہ چیزیں اللہ سبحانہ کے اذن اور رضا سے ہی ان کی ضرورتیں پوری کرتے ہیں. جیسا کہ وزراء بادشاہوں کے پاس سفارش کرتے ہیں. گویا انہوں نے اللہ عزو جل کو بھی بادشاہوں اور وزراء پر قیاس کیا اور کہا کہ: جیسے کسی بادشاہ یا سردار سے کوئی کام ہو تو وہ اس کے خواص اور وزیروں کو سفارشی بناتا ہے اس طرح ہم انبیاء اور اولیاء کی عبادت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرتے رہیں. اور یہ بات انتہائی غلط ہے. کیونکہ اللہ سبحانہ کے مشابہ کوئی چیز نہیں اور نہ ہی اسے اس کی مخلوق پر قیاس کیا جاسکتا ہے اور نہ سفارش کے معاملہ میں اس کی اجازت کے بغیر کوئی اس کے ہاں سفارش کرسکتا ہے. اور یہ سفارش صرف اہل توحید کے حق میں ہی ہوسکتی ہے. اور وہ پاک اور

برتر ہے جو ہر چیز پر قادر ہے اور ہر چیز کو جاننے والا ہے. نہ وہ کسی سے ڈرتا ہے اور نہ اسے کوئی ڈرا سکتا ہے. کیونکہ وہ پاک ہے اپنے بندوں پر تسلط رکھتا اور ان میں جس طرح چاہتا ہے تصرف کر سکتا ہے بخلاف بادشاہوں اور سرداروں کے کہ وہ نہ تو کسی چیز پر قدرت رکھتے ہیں اور نہ ہر چیز جانتے ہیں. لہٰذا جن باتوں سے وہ عاجز ہوں انہیں ایسے آدمیوں کی ضرورت ہوتی ہے جو ان کی اعانت کریں اور یہ آدمی ان کے وزراء، خواص اور ان کے لشکر ہوتے ہیں. جیسا کہ لوگ بھی اپنی حاجات ان لوگوں تک پہنچانے کے محتاج ہوتے جو اس کی حاجت کو نہیں جانتے. لہٰذا وہ وزیروں اور خواص میں سے ایسے شخص کے محتاج ہوتے ہیں جو ان کے لیے بادشاہ یا سردار کی مہربانی اور رضا مندی طلب کریں. مگر پروردگار عزوجل کا معاملہ ایسا نہیں. وہ پاک ہے اپنی تمام مخلوق سے بے نیاز ہے. لوگوں پر ان کی ماؤں سے زیادہ مہربان ہے. وہ حاکم عادل ہے. جو ہر چیز کو اپنی حکمت، علم اور قدرت کے مقتضی سے ٹھیک اس کے مقام پر رکھتا ہے. لہٰذا کسی بھی صورت میں اسے اس کی مخلوق پر قیاس کرنا جائز نہیں. اسی لیے اللہ سبحانہ نے اپنی کتاب میں یہ وضاحت فرمادی کہ مشرکین اس بات کا اقرار کرتے تھے اللہ ہی خالق، رازق اور مدبّر ہے. وہی بے کس کی فریاد قبول کرتا اور برائی کو دور کرتا ہے اور زندہ کرنا اور مارنا

وغیرہ وغیرہ سب اللہ ہی کے افعال ہیں۔ ان مشرکوں اور رسولوں کے درمیان جھگڑا تو صرف اللہ اکیلے کی عبادت کے اخلاص میں تھا۔

جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا:- وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ

اگر آپ ان سے پوچھیں کہ تمہیں کس نے پیدا کیا تو یقیناً کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے۔ نیز فرمایا:-

قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَمَّنْ يَمْلِكُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَمَنْ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ فَسَيَقُولُونَ اللَّهُ فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ

آپ ان سے پوچھیے کہ آسمان اور زمین سے رزق تمہیں کون دیتا ہے یا کانوں اور آنکھوں کا مالک کون ہے اور کون مردہ سے زندہ کو اور زندہ سے مردہ کو نکالتا ہے اور کائنات کی تدبیر کرنے والا کون ہے؟ تو وہ فوراً کہہ اٹھیں گے کہ "اللہ" آپ ان سے کہیے : پھر تم سوچتے کیوں نہیں؟

اور اس مضمون کی آیات بہت ہیں اور ایسی آیات پہلے ذکر ہو چکیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ رسولوں اور ان کی امتوں میں جھگڑا صرف اللہ اکیلے کی عبادت کے اخلاص میں تھا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ

اور ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اور اللہ

کے سوا دوسروں کی حکمرانی سے بچو.

اور جو بھی آیات ان معنوں میں آئی ہیں. نیز اللہ سبحانہ نے قرآن کریم کے بہت سے مقامات پر سفارش کی صورت واضح کی ہے. چنانچہ سورہ بقرہ میں فرمایا. مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ

کون ہے جو اللہ کی اجازت کے بغیر اس کے ہاں سفارش کر سکے؟

اور سورہ نجم میں فرمایا:- وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِی السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِیْ شَفَاعَتُهُمْ شَیْــٴًـا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اَنْ یَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ یَرْضٰى

اور آسمانوں میں کتنے ہی فرشتے ہیں جن کی عبادت کچھ بھی فائدہ نہیں دیتی مگر اللہ جس کے لیے چاہے اجازت بخشے اور (سفارش) پسند کرے.

اور سورہ الانبیاء میں فرشتوں کا وصف یوں بیان فرمایا:-

وَ لَا یَشْفَعُوْنَۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَ هُمْ مِّنْ خَشْیَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ

وہ صرف اسی کی سفارش کر سکیں گے جن کے لیے اللہ کی رضا ہو اور وہ تو خود اللہ کے خوف سے ڈر رہے ہوں گے.

اور اللہ عزوجل نے یہ بھی خبر دی ہے کہ وہ اپنے بندوں سے کفر پر راضی نہیں ہوتا بلکہ صرف ان سے شکر پر ہی راضی ہوتا ہے. اور شکر ہی اس کی توحید اور اس کی اطاعت کے مطابق عمل ہے. چنانچہ سورہ زمر میں اللہ تعالی نے فرمایا:-

إِن تَكْفُرُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنكُمْ ۖ وَلَا يَرْضَىٰ لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ۖ وَإِن تَشْكُرُوا يَرْضَهُ لَكُمْ

اگر تم ناشکری کروگے تو اللہ تم سے بے نیاز ہے اور وہ اپنے بندوں کی ناشکری پسند نہیں کرتا. اور اگر تو شکر کروگے تو وہ اسے تمہارے لیے پسند کرے گا.

اور بخاری نے اپنی صحیح میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے. انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کی شفاعت سے زیادہ حصہ کسے ملے گا؟ آپ نے فرمایا:

«من قال لا إله إلا الله خالصًا من قلبه».

جس نے خلوص دل سے لاالہ الا اللہ کہا (آپ نے قلب کا لفظ استعمال فرمایا یا نفس کا)

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے صحیح حدیث میں آیا ہے. آپ نے فرمایا:-

«لكل نبي دعوة مستجابة فتعجل كل نبي دعوته وأنا اختبأت دعوتي شفاعة لأمتي يوم القيامة فهي نائلة إن شاء الله من مات من أمتي لا يشرك بالله شيئاً».

ہر نبی کی ایک دعا مستجاب ہے. اور سب ہی اپنی اپنی دعاء کر چکے اور میں نے اپنی دعا کو روز قیامت اپنی امت کی شفاعت کے لیے محفوظ کرر کھا ہے اور وہ ان شاء اللہ ہر اس شخص کو پہنچے گی جو میری امت

میں سے اس حال میں مرا ہوا ہو کہ اس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہو.

اور اس مضمون کی احادیث بہت ہیں. اور جو کچھ ہم نے آیات و احادیث ذکر کی ہیں سب اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ عبادت اللہ اکیلے کا حق ہے. اس میں سے کچھ بھی غیر اللہ کے لیے صرف کرنا جائز نہیں نہ انبیاء کے لیے اور نہ ہی کسی دوسرے کے لیے. نیز یہ کہ شفاعت صرف اللہ اکیلے کی ملک ہے. جیسا کہ اللہ سبحانہ نے فرمایا:

قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِیْعًا

آپ کہہ دیجیے کہ شفاعت پوری کی پوری اللہ ہی کے لیے ہے.

اور شفاعت کا حق کسی کو صرف اسی صورت میں ملے گا کہ شفاعت قبول کرنے والے کی اجازت ہو اور جس کے حق میں شفاعت کی جارہی ہے اس کے متعلق اس کی رضا ہو. اور وہ اللہ سبحانہ ہی ہو سکتا ہے. جو توحید کے علاوہ کسی بات پر راضی نہیں ہوتا جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے. رہے مشرکین تو ان کا شفاعت میں کوئی حصہ نہیں. جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:- فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِیْنَ۝

انہیں سفارش کرنے والوں کی سفارش کچھ فائدہ نہ دے گی.

نیز فرمایا:- مَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ حَمِیْمٍ وَّلَا شَفِیْعٍ یُّطَاعُ۝

ظالموں کا نہ کوئی دوست ہوگا اور نہ ایسا سفارشی جس کی بات مانی جائے.

اور ظلم کا لفظ اگر علی الاطلاق استعمال ہو تو اس سے مراد شرک ہوتا ہے.
جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:- وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۝
اور کافر ہی ظالم ہیں.
نیز فرمایا:- اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ۝
بلاشبہ شرک ہی بڑا ظلم ہے.

رہا سوال کا وہ حصہ جو آپ نے بعض صوفیہ کے قول کے متعلق ذکر کیا ہے. کہ وہ مساجد وغیرہ میں درود اس طرح پڑھتے ہیں "اے اللہ! اس پر رحمت بھیج جسے تو نے اپنے جبروتی اسرار کے لئے پھٹنے اور رحمانی انوار کے الگ ہونے کا سبب بنایا تو وہ ربانی درگاہ سے غائب اور تیرے ذاتی اسرار کا خلیفہ بن گیا...... الخ

جواب : اس کلام اور اس سے ملتے جلتے کلام کے متعلق یہی کہا جاسکتا ہے کہ یہ تکلف اور غلو کی وہ قسم ہے جس سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بچتے رہے. جیسے کہ صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن مسعود۔ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

«هلك المتنطعون قالها ثلاثاً».

غلو کرنے والے ہلاک ہوئے. یہ بات آپ نے تین بار فرمائی.

امام خطابی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ متنطع اہل کلام کے مذاہب کے مطابق وہ لوگ ہیں جو بحث میں تکلف سے کسی چیز کی گہرائی تک جا پہنچیں.

یہ لوگ لایعنی باتوں میں داخل ہونے والے ہیں اور ایسی بحث کرتے ہیں جن تک لوگوں کی عقلوں کی رسائی نہ ہو.

اور ابو السادات ابن الاثیر کہتے ہیں : یہ وہ لوگ ہیں جو کلام میں غلو کرنے اور گہرائی تک چلے جانے والے ہیں اور اپنے حلق کے دور کے حصہ سے کلام کرنے والے ہیں. یہ لفظ نطع سے مشتق ہے جس کا معنی تالو ہے. پھر یہ لفظ ہر اس شخص کے متعلق استعمال ہونے لگا جو اپنے قول اور فعل میں گہرائی تک چلا جائے.

لغت کے ان دو اماموں سے جو کچھ مذکور ہوا، اس لیے آپ پر اور جو شخص بھی ادنی سے بصیرت بھی رکھتا ہو اس پر یہ بات واضح ہوجائے گی. کہ ہمارے نبی اور ہمارے سردار صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوۃ والسلام کی یہ کیفیت تکلف اور غلو کی وہ قسم ہے جس سے منع کیا گیا ہے. اور اس سلسلہ میں مسلمان کے لیے مشروع بات یہی ہے کہ صلوۃ و سلام کی صفت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کیفیت ثابت ہے اسے ہی اختیار کرے اور یہ دوسری کیفیات سے بے نیاز بھی کردیتی ہے. اور اس بارے میں صحیحین میں روایات موجود ہیں.

بخاری میں کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا :اے اللہ کے رسول! ہمیں آپ پر درود بھیجنے کا حکم دیا گیا ہے تو ہم آپ پر کیسے درود بھیجیں. آپ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا: یوں کہو:-

«اللهم صل على محمد وعلى آل محمد كما صليت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم إنك حميد مجيد وبارك على محمد وعلى آل محمد كما باركت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم إنك حميد مجيد».

اے اللہ! محمدؐ پر اور محمدؐ کی آل پر رحمت بھیج جیسے تو نے ابراہیمؑ اور ابراہیمؑ کی آل پر رحمت بھیجی تھی. بلاشبہ تو قابل ستائش ہے اور بزرگی والا ہے. اور محمدؐ پر اور محمدؐ کی آل پر برکت نازل فرما. جیسے تو نے ابراہیمؑ اور آل ابراہیمؑ پر نازل فرمائی بلاشبہ تو قابل ستائش ہے، بزرگی والا ہے.

اور صحیحین میں ابو حمید عدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ نے کہا : اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم آپ پر کیسے دورد بھیجیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : کہو:-

اللهم صل على محمد و على أزواجه وذريته كما صليت على آل ابراهيم و بارك على محمد و أزواجه و ذريته كما باركت على آل ابراهيم إنك حميد مجيد

اے اللہ! محمدؐ پر، آپ کی بیویوں پر اور آپ کی اولاد پر رحمت بھیج جیسا کہ تو نے آل ابراہیم پر رحمت بھیجی. اور محمدؐ پر اور آپ کی

بیویوں پر اور آپ کی اولاد پر برکت نازل فرما جیسے کہ تو نے آل ابراہیم پر برکت نازل فرمائی. بلاشبہ تو قابل ستائش ہے. بزرگی والا ہے.
اور صحیح مسلم میں ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے.
وہ کہتے ہیں کہ بشیر بن مسعود نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمیں اللہ نے آپ پر درود بھیجنے کا حکم دیا ہے تو ہم آپ پر کیسے درود بھیجیں.
آپ چپ ہوگئے .پھر فرمایا: کہو :-

«قولوا اللهم صل على محمد وعلى آل محمد كما صليت على إبراهيم وبارك على محمد وعلى آل محمد كما باركت على إبراهيم إنك حميد مجيد والسلام كما علمتم».

اے اللہ! محمدؐ اور آل محمدؐ پر رحمت بھیج. جیسا کہ تو نے ابراہیم پر رحمت بھیجی اور محمدؐ اور آل محمدؐ پر برکت نازل فرما، جیسے تو نے تمام جہان والوں سے ابراہیم پر برکت نازل فرمائی، بلاشبہ تو قابل ستائش بزرگی والا ہے اور سلام وہ ہے جیسا کہ تم جانتے ہو.
یہ الفاظ یا ان سے ملتے جلتے اور دوسرے الفاظ وہ ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں. ایک مسلمان کو چاہیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام میں یہی الفاظ استعمال کرے. کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات سب لوگوں سے زیادہ جاننے والے تھے کہ ان کے حق میں کونسے الفاظ استعمال کرنا زیادہ مناسب ہے جیسا

کہ وہ یہ بات بھی سب سے زیادہ جاننے والے تھے کہ اپنے پروردگار کے حق میں کون سے الفاظ استعمال کرنا چاہئیں

رہے اس قسم کے الفاظ جو بہ تکلف استعمال کئے گئے ہوں بدعی قسم کے ہوں اور کئی معنوں کا احتمال رکھتے ہوں۔ یہ صحیح نہیں جیسا کہ وہ الفاظ جن کا سوال میں ذکر ہوا ہے۔ لہذا انہیں استعمال نہ کرنا چاہیے۔ کیونکہ ان میں تکلف ہے اور کئی باطل معنوں سے ان کی تفسیر بھی ہوسکتی ہے۔ پھر یہ ان الفاظ کے بھی خلاف ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمائے اور اپنی امت کو ان کی ہدایت کی۔ جبکہ آپ ساری خلقت سے زیادہ جاننے والے، ان کے سب سے زیادہ خیر خواہ اور تکلف سے دور رہنے والے تھے۔ آپ پر آپ کے پروردگار کی طرف سے بہترین صلوۃ و سلام ہو۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ جو کچھ دلائل ہم نے ذکر کیے ہیں ان سے حقیقت توحید اور حقیقت شرک کی وضاحت ہوجاتی ہے اور اس فرق کی بھی جو اس بارے میں پہلے مشرکوں اور بعد کے مشرکوں میں ہے۔

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مشروع درود کی کیفیت میں یہ بیان کافی اور طالب حق کے لیے قناعت کے قابل ہے۔ البتہ جس شخص کی معرفت حق کی رغبت ہی نہ ہو وہ اپنی خواہش کے تابع ہے جس کے متعلق اللہ عزو جل نے فرمایا:-

فَإِنْ لَّمْ يَسْتَجِيبُوا لَكَ فَاعْلَمْ أَنَّمَا يَتَّبِعُونَ أَهْوَاءَهُمْ ۚ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝

پھر اگر وہ آپ کی بات نہ مانیں تو جان لیجیے کہ وہ صرف اپنی خواہشات کے پیچھے لگے ہوئے ہیں. اور اس شخص سے بڑھ کر گمراہ کون ہوگا جو اللہ کی طرف سے آمدہ ہدایت کو چھوڑ کر اپنی خواہش کے پیچھے لگ جائے. بلاشبہ اللہ تعالی ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا.

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ وضاحت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جو دین حق اور ہدایت دے کر بھیجا ہے تو اس نسبت لوگ دو قسم کے ہوتے ہیں. ایک وہ جو اللہ اور اس کے رسول کی بات ماننے والے ہیں اور دوسرے وہ جو اپنی خواہش کے پیچھے چلنے والے ہیں. نیز اللہ سبحانہ نے یہ بتلایا کہ جو شخص اللہ کی ہدایت کو چھوڑ کر اپنی خواہش کے پیچھے لگتا ہے اس سے زیادہ گمراہ کوئی نہیں.

ہم اللہ عزوجل سے خواہش کی اتباع سے محفوظ رہنے کی دعا کرتے ہیں.

بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑا فیاض اور مہربان ہے.

و صلی اللہ وسلم علی عبدہ و رسولہ نبینا محمد و آلہ و صحبہ و اتباعہ باحسان الی یوم الدین.

حکم السحر والکھانۃ

جادو اور کہانت

کی

حیثیت

تالیف

سماحۃ الشیخ / عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز (رحمہ اللہ)

(سابق مفتی اعظم سعودی عرب)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدُ لِلّٰہِ وحدہ والصّلاۃُ والسّلامُ علی من لا نبیّ بعدہ، وبعدُ:

دورِ حاضر میں جھاڑ پھونک کرنے والے کثرت سے پائے جاتے ہیں، جو طب کا دعوی کرتے ہیں اور جادو، اور کہانت کے ذریعہ بیماریوں کا علاج کرتے ہیں، یہ لوگ بعض ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں، اور جاہل اور سادہ لوح عوام کو دھوکا دیتے ہیں، ان حالات کے پیش نظر اللہ اور اس کے بندوں کی خیر خواہی کے لئے میں نے چاہا کہ اسلام اور مسلمانوں کو اس طریقۂ کار سے جو عظیم خطرہ لاحق ہے اسے بیان کردوں کہ اس میں غیر اللہ سے تعلق اور اللہ ورسول کے حکم کی مخالفت ہے۔

چنانچہ اللہ تعالی سے مدد چاہتے ہوئے میں کہتا ہوں کہ بیماری کا علاج متفقہ طور پر جائز ہے، مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ باطنی امراض یا سرجری اور اعصابی امراض وغیرہ کے ماہر ڈاکٹروں کے پاس جاکر اپنے امراض کی تشخیص کرائیں، تاکہ وہ علم طب کے مطابق، مناسب اور شرعی طور پر جائز دوا سے اس کا علاج کریں، کیونکہ یہ ضروری اسباب ہیں جن کا سہارا لینا اللہ پر توکل کے منافی نہیں، بیشک اللہ تعالی نے بیماری پیدا کی ہے اور اس کے ساتھ اس کی دوا بھی بنائی ہے، جسے جاننے والے جانتے ہیں اور نہ جاننے والے نہیں جانتے ہیں، لیکن اللہ سبحانہ وتعالی نے اس چیز میں اپنے بندوں کے لئے شفا نہیں رکھا ہے جسے ان کے اوپر حرام کیا ہے، لہذا مریض کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنی بیماری دریافت کرنے کے لئے ان کاہنوں کے پاس جائے جو پوشیدہ چیزوں کی معرفت کا دعوی کرتے

ہیں، نیز یہ بھی جائز نہیں کہ ان کی بتلائی ہوئی بات کی تصدیق کرے، کیونکہ وہ اٹکل پچو ہانکتے ہیں اور جناتوں کو حاضر کرتے ہیں، تاکہ وہ اپنے مقصد میں ان سے مدد حاصل کریں۔

ان کا معاملہ کفر وضلالت پر مبنی ہے، کیونکہ یہ علمِ غیب کا دعوی کرتے ہیں، امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مَنْ أَتَی عَرَّافاً فَسَأَلَهُ عَنْ شَيءٍ لَمْ تُقبَل لَهُ صَلاةٌ أَربَعِينَ لَيلَةً''۔

جو شخص کسی نجومی کے پاس آیا اور اس سے کسی چیز کے بارے میں دریافت کیا تو چالیس رات تک اس کی نماز قبول نہیں ہوگی۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے آپ نے فرمایا: ''مَنْ أَتَی كَاهِناً فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنزِلَ عَلَی مُحَمَّد ﷺ''۔

جو شخص کسی کاہن (غیب کے دعویدار) کے پاس آیا اور اس کی بات کی تصدیق کی تو اسے نے محمد ﷺ پر اتاری گئی شریعت کا انکار کیا۔

اور حاکم نے درج ذیل الفاظ کے ساتھ صحیح کہا ہے: ''مَنْ أَتَی عَرَّافاً أَو كَاهِناً فَصَدَّقَهُ فِيمَا يَقُولُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنزِلَ عَلَی مُحَمَّدٍ ﷺ''۔

جو شخص کسی نجومی یا کاہن کے پاس آیا اور اس کی بات کی تصدیق کی تو اس نے محمد ﷺ پر اتاری گئی شریعت کا انکار کیا۔

اور عمران بن حصین سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لَيسَ مِنَّا مَنْ تَطَيَّرَ

أَوتطيّر لَه ، أَو تَكَهَّنَ أَوْ تُكهِّنَ لَه ، أَو سَحَرَ أَوْ سُحِّرَ لَه ، وَمَن أَتى كَاهِناً فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ فَقَدكَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمّدٍ"۔

وہ شخص ہم میں سے نہیں جو بدفالی کرے یا جس کے لئے بدفالی کی جائے، یا جو غیب کی باتیں بتلائے یا جسے غیب کی باتیں بتلائی جائے، یا جو جادو کرے یا جس کے لئے جادو کیا جائے، اور جو شخص کاہن کے پاس آیا اور اس کی بات کی تصدیق کی، تو اس نے محمد ﷺ پر نازل شدہ شریعت کا انکار کیا۔ (اسے بزار نے جید سند سے روایت کیا ہے)۔

ان احادیث شریفہ میں نجومیوں، کاہنوں اور جادوگروں وغیرہ کے پاس جانے، ان سے حاجت طلب کرنے اور ان کے جواب کی تصدیق کرنے کی ممانعت اور وعید ہے، لہذا حکام اور دینی معاملات کی تفتیش کرنے والوں اور ان کے علاوہ جنہیں بھی اختیارات واقتدارات حاصل ہوں ان پر واجب ہے کہ کاہنوں اور نجومیوں کے پاس آنے سے لوگوں کو روکیں، اور بازاروں وغیرہ میں مشغلہ کرنے والوں کو سختی سے منع کریں۔

ان نجومیوں کی بعض باتوں کے صحیح ہو جانے اور ان کے پاس آنے والوں کی کثرت سے دھوکا نہیں کھانا چاہئے، کیونکہ جو ان کے پاس آتے ہیں وہ پختہ عالم نہیں ہوتے، بلکہ وہ اس بات سے بھی نابلد ہوتے ہیں کہ ان کے پاس آنا منع ہے، کیونکہ شریعت کی عظیم مخالفت، بڑے خطرات اور ضرر رساں نتائج کے پیشِ نظر اللہ کے رسول ﷺ نے لوگوں کو کاہنوں وغیرہ کے پاس آنے سے روکا ہے، نیز یہ جھوٹے اور فاجر ہیں، جیسا کہ مذکورہ بالا احادیث کاہنوں اور جادوگروں کے کفر پر دلیل ہیں، اس لئے کہ یہ علم غیب کا

دعوی کرتے ہیں جو کفر ہے، اور اس لئے بھی کہ یہ لوگ اپنا مقصد حاصل کرنے کے لئے جناتوں کی خدمت لیتے ہیں، اور اللہ تعالی کے علاوہ ان جناتوں کی عبادت کرتے ہیں، جو اللہ تعالی کے ساتھ شرک اور کفر ہے، نیز علم غیب کا عقیدہ رکھنے والے اور ان کے اس دعوی کی تصدیق کرنے والے دونوں برابر ہیں، اور ہر وہ شخص جس نے جادوگری اور نجومیت وغیرہ ان پیشہ وروں سے سیکھی اللہ کے رسول اس سے بری الذمہ ہیں۔

کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ ان کے بتلائے ہوئے طریقۂ علاج کی پیروی کرے، مثلاً جادوئی لکیریں کھینچنا اور قلعی اتارنا وغیرہ خرافات پر عمل نہ کریں، جیسے یہ لوگ کرتے ہیں، کیونکہ یہ سب کاہنوں کی فطرت اور تلبیس کاری کی باتیں ہیں، جو شخص ان چیزوں پر رضامند ہوا وہ ان کے کفر وضلالت پر معاون ثابت ہوگا، کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ کاہنوں کے پاس جاکر ان سے اس شخص کے بارے میں سوال کرے جس کے بیٹے یا قریبی رشتہ دار سے شادی کرنا چاہتا ہے، یا شوہر و بیوی، یا ان کے خاندان کے درمیان ہونے والی محبت ووفا یا عداوت واختلافات کے بارے میں دریافت کرے، کیونکہ یہ سب غیب کی باتیں ہیں جنہیں اللہ تعالی کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔

جادوگری محرمات کفریہ میں سے ہے، جیسا کہ اللہ تعالی نے سورۂ بقرہ میں دو فرشتوں "ہاروت وماروت" کے بارے میں ذکر فرمایا ہے: ﴿وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّى يَقُولَا إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ وَمَا هُمْ بِضَارِّينَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ وَيَتَعَلَّمُونَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَلَقَدْ عَلِمُوا لَمَنِ

اشْتَرَاهُ مَا لَهُ فِي الآخِرَةِ مِنْ خَلاقٍ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهِ أَنفُسَهُم لَوْ كَانُوْا يَعلَمُوْنَ﴾ البقرة:١٠٢

"اور وہ دونوں کسی کو جادو سکھانے سے پہلے بتادیا کرتے تھے کہ ہم تو صرف آزمائش کے طور پر بھیجے گئے ہیں، اس لئے کفر نہ کرو، پھر بھی لوگ ان دونوں سے وہ کچھ سیکھتے تھے جس کے ذریعہ آدمی اور اس کی بیوی کے درمیان تفریق پیدا کرتے تھے، اور وہ اس (جادو) کے ذریعہ بغیر اللہ کی مشیت کے کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے، اور لوگ ان سے وہ چیز سیکھتے تھے جو ان کے لئے نقصان دہ تھی، اور نفع نہ پہنچا سکتی تھی، حالانکہ وہ جانتے تھے کہ جو کوئی جادو کو اختیار کرے گا، اس کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوگا، اور بہت ہی بری شئی تھی جس کے بدلے انہوں نے اپنے آپ کو بیچ ڈالا، کاش وہ اس بات کو سمجھتے"۔

یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ جادوگری کفر ہے، اور جادوگر شوہر اور بیوی کے درمیان جدائی پیدا کرتے ہیں، نیز اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ جادو بذات خود نفع ونقصان میں اثر انداز نہیں ہوتا، بلکہ اللہ تعالی کی مشیتِ کونیہ قدریہ سے اثر کرتا ہے، کیونکہ اللہ تعالی ہی نے خیر وشر کو پیدا کیا ہے، اور ان جادوگروں کو نقصان ضرور اور خطرات سخت ہیں، جنہوں نے ان علوم کو مشرکین سے ورثہ میں لیا ہے اور ضعیف العقل عوام کو دھوکا دیتے ہیں: (فَإِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيهِ رَاجِعُوْنَ، حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الوَكِيلُ) جیسا کہ آیتِ کریمہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جو لوگ جادو سیکھتے ہیں وہ ایسے کام سیکھتے ہیں جو انہیں ضرر پہنچاتے ہیں نفع نہیں پہنچاتے، نیز اللہ تعالی کے یہاں ان لوگوں

کے لئے کوئی خیر و فضل نہیں ہے، یہ زبردست وعید ہے، جو دنیا و آخرت دونوں جگہ ان کے لئے خسران اور ہلاکت پر دلالت کرتی ہے، اور یہ کہ انہوں نے اپنی جانوں کو گھٹیا قیمتوں کے عوض بیچ ڈالا ہے، اس لئے اللہ نے اپنے اس فرمان میں اس تجارت کی مذمت کی ہے: ﴿وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهِ أَنفُسَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ﴾ البقرة: ۱۰۲۔

اور بہت ہی بری شے تھی جس کے بدلے انہوں نے اپنے آپ کو بیچ ڈالا، کاش وہ اس بات کو سمجھتے۔

ہم ان جادوگروں، کاہنوں اور باقی تمام دوسرے جھاڑ پھونک کرنے والوں کے شر سے اللہ تعالی سے عافیت و سلامتی طلب کرتے ہیں، نیز سوال کرتے ہیں کہ اللہ تعالی تمام مسلمانوں کو ان کے شر سے محفوظ رکھے اور ان سے دور رہنے اور ان کے بارے میں حکم الٰہی نافذ کرنے کی توفیق دے، تاکہ اللہ کے بندے ان کے ضرر اور اعمالِ خبیثہ سے نجات پائیں، بے شک اللہ بڑا فیاض اور سخاوت کرنے والا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالی نے اپنی رحمت و احسان اور اتمامِ نعمت کے طور پر بندوں کے لئے ایسے وظائف مشروع کئے ہیں، جن کے ذریعہ وہ جادو لگنے سے پہلے ہی اس کے شر سے محفوظ رہ سکیں، اور جادو لگ جانے کے بعد بھی ان اعمال سے اس کا علاج کر سکیں، چنانچہ آئندہ سطور میں ان شرعی اور مباح وظائف کا ذکر آرہا ہے جن کے ذریعہ جادو کے خطرات سے بچا جا سکتا ہے، اور اس کا علاج بھی کیا جا سکتا ہے۔

پہلی قسم: یعنی جادو کے خطرات سے بچنے کے لئے جو طریقے ہیں ان میں سے نفع

بخش اور اہم طریقہ یہ ہے کہ شرعی اذکار، ماثور دعائیں اور سور معوذات کے ذریعہ اپنے آپ کو محفوظ رکھا جائے، اس کے لئے مختلف اذکار و دعائیں ہیں:

۱- ہر فرض نماز سے سلام پھیرنے اور مشروع وظائف بجالانے کے بعد آیت الکرسی پڑھے۔

۲- سونے کے وقت آیت الکرسی پڑھے، آیت الکرسی قرآن کی سب سے عظیم آیت ہے، اور وہ یہ ہے: ﴿اللَّهُ لا إِلَهَ إِلاَّ هُوَ الحَيُّ القَيُّومُ لا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلا نَومٌ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الأَرضِ مَن ذَا الَّذِي يَشفَعُ عِندَهُ إِلا بِإِذنِهِ يَعلَمُ مَا بَينَ أَيدِيهِمْ وَمَا خَلفَهُمْ وَلا يُحِيطُونَ بِشَيءٍ مِّن عِلمِهِ إِلا بِمَا شَاءَ وَسِعَ كُرسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالأَرضَ وَلا يَئُودُهُ حِفظُهُمَا وَهُوَ العَلِيّ العَظِيمُ﴾ البقرة: ۲۵۵۔

" اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، وہ ہمیشہ سے زندہ ہے اور تمام کائنات کی تدبیر کرنے والا ہے، اسے نہ اونگھ آتی ہے اور نہ نیند، آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اسی کی ملکیت ہے، کون ہے جو اس کی جناب میں بغیر اس کی اجازت کے کسی کے لئے شفاعت کرے، وہ تمام وہ کچھ جانتا ہے، جو لوگوں کے سامنے اور ان کے پیچھے ہے، اور لوگ اس کے علم میں سے کسی بھی چیز کا احاطہ نہیں کرتے ہیں، سوائے اتنی مقدار کے جتنی وہ چاہتا ہے، اس کی کرسی کی وسعت آسمانوں اور زمین کو شامل ہے، اور ان کی حفاظت اس پر بھاری نہیں، وہی بلندی اور عظمت والا ہے"۔

۳- ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ اور ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾

ہر فرض نماز کے بعد پڑھے، نیز تینوں سورتوں کو صبح کے وقت تین تین مرتبہ فجر کی نماز کے بعد اور رات کو نمازِ مغرب کے بعد پڑھے۔

۴- سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں رات کو پڑھے اور وہ یہ ہیں: ﴿آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنزِلَ إِلَيهِ مِن رَّبِّهِ وَالمُؤمِنُونَ كُلٌّ آمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ لا نُفَرِّقُ بَينَ أَحَدٍ مِن رُّسُلِهِ وَقَالُوا سَمِعنَا وَأَطَعنَا غُفرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيكَ المَصِيرُ ☆ لا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفساً إِلاَّ وُسعَهَا لَهَا مَا كَسَبَت وَعَلَيهَا مَا اكتَسَبَت رَبَّنَا لا تُؤَاخِذنَا إِن نَسِينَا أَو أَخطَأنَا رَبَّنَا وَلا تَحمِل عَلَينَا إِصراً كَمَا حَمَلتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبلِنَا رَبَّنَا وَلا تُحَمِّلنَا مَا لا طَاقَةَ لَنَا بِهِ وَاعفُ عَنَّا وَاغفِر لَنَا وَارحَمنَا أَنتَ مَولانَا فَانصُرنَا عَلَى القَومِ الكَافِرِينَ﴾ البقرة: ۲۸۵، ۲۸۶

"رسول اللہ ﷺ اس چیز پر ایمان لے آئے جو ان کے رب کی طرف سے ان پر نازل ہوئی، اور مومنین بھی، ہر ایک ایمان لے آیا اللہ پر، اور اس کے فرشتوں پر، اور اس کی کتابوں پر، اور اس کے رسولوں پر (وہ کہتے ہیں کہ) ہم اس کے رسولوں کے درمیان تفریق نہیں کرتے، اور انہوں نے کہا کہ (اے اللہ!) ہم نے تیرا حکم سنا اور اطاعت کی، اے ہمارے رب! ہم تیری مغفرت چاہتے ہیں، اور ہمیں تیری ہی طرف لوٹنا ہے، اللہ کسی آدمی کو اس کی طاقت سے زیادہ مکلف نہیں کرتا، جو نیکی کرے گا اس کا اجر اسے ملے گا اور جو گناہ کرے گا اس کا خمیازہ اسے بھگتنا پڑے گا، اے ہمارے رب! بھول چوک اور غلطی پر ہمارا مواخذہ نہ کر، اے ہمارے رب! اور ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈال جیسا کہ تو نے مجھ سے پہلے کے لوگوں پر ڈالا تھا، اے ہمارے رب! اور ہم پر اس قدر بوجھ نہ ڈال

جس کی ہم میں طاقت نہ ہو، اور ہمیں در گزر فرما، اور ہماری مغفرت فرما اور ہم پر رحم فرما، تو میرا آقا اور مولی ہے، پس کافروں کی قوم پر ہمیں غلبہ نصیب فرما"۔

کیونکہ صحیح حدیث میں نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے آپ نے فرمایا: "مَنْ قَرَأَ آيَةَ الكُرسِي فِي لَيْلَةٍ لَمْ يَزَلْ عَلَيهِ مِنَ اللّهِ حَافِظٌ ولا يقربه شَيْطَانٌ حَتَّى يصْبحَ"

جس شخص نے رات کو آیت الکرسی پڑھ لیا اس کے اوپر اللہ کی طرف سے ایک نگراں برابر رہے گا، اور شیطان اس کے قریب نہیں آئے گا، یہاں تک کہ صبح ہو جائے۔

نیز نبی کریم ﷺ سے یہ بھی ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا: "مَنْ قَرَأَ الآيَتَينِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ البَقَرَةِ فِي لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ"۔

جو شخص سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں رات کو پڑھ لے تو یہ اس کے لئے کافی ہیں۔

۵ - "أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ" کا ورد کثرت سے کرنا چاہئے، رات یا دن میں کسی جگہ پڑاؤ ڈالتے وقت، خواہ مکان ہو یا صحراء، فضاء ہو یا سمندر، ہر جگہ اس کا ورد کرنا چاہئے کیونکہ آپ نے فرمایا: "مَنْ نَزَلَ مَنْزِلاً فَقَالَ: أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ، لَمْ يَضُرَّهُ شَيءٌ حَتَّى يَرتَحِلَ مِنْ مَنزِلِهِ ذَلِكَ" جس شخص نے کسی مقام پر پڑاؤ ڈالا اور کہا کہ میں اللہ تعالی کے کلمات تامہ کے ذریعہ اس کی مخلوق کے شر سے پناہ مانگتا ہوں تو اسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی، یہاں تک کہ وہ صحیح سالم اس مقام سے کوچ کر جائے گا۔

۶ - انہیں وظائف میں سے ایک یہ بھی ہے کہ دن کے اول وقت اور رات کے

اول وقت میں تین مرتبہ کہے: " بِسْمِ اللَّهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسمِهِ شَيءٌ فِي الأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ العَلِيمُ "۔

شروع کرتا ہوں اس ذات کے نام سے جس کے نام کے ساتھ زمین و آسمان کی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی اور وہ سننے اور جاننے والا ہے۔

مذکورہ بالا اذکار اور معوذات جادو وغیرہ کے شر سے بچنے کے لئے عظیم اسباب ہیں، اس شخص کے لئے جو صدق دل سے اللہ پر ایمان ویقین رکھتا ہو اور گزشتہ دعاؤں اور معوذات کا انشراح صدر کے ساتھ پابند ہو۔

اور یہی معوذات واذکار جادو لگ جانے کے بعد اس کو زائل کرنے میں بھی عظیم ہتھیار ہیں، ساتھ ہی ساتھ اس کے ضرر کو دفع کرنے اور مصیبت کو دور کرنے کے لئے بکثرت اللہ تعالی سے گریہ وزاری اور سوال کرنا چاہئے، جادو وغیرہ کے اثرات کا علاج کرنے کے لئے نبی کریم ﷺ سے ثابت شدہ دعاؤں (جن کے ذریعہ آپ اصحابِ کرام کو دم کیا کرتے تھے) میں سے بعض یہ ہیں:

" اللَّهُمَّ رَبَّ النَّاسِ أَذهِبِ البَأس، اشفِ أَنتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ، شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سُقْماً "۔

اے اللہ! لوگوں کے پالنہار اس مصیبت کو دور کردے اور شفا عطا کر، تو ہی شفا عطا کرنے والا ہے، تیری شفا کے علاوہ اور کوئی شفا نہیں، اللہ ایسی شفا عطا کر جو کوئی بیماری باقی نہ رکھے۔

جن دعاؤں کو پڑھ کر جبریل علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ کو دم کیا تھا ان میں سے ایک یہ ہے: " بِسمِ اللّٰہِ أَرقِيكَ مِنْ كُلِّ شَيءٍ يُؤْذِيكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَو عَينِ حَاسِدٍ اللّٰهُ يَشفِيكَ، بِسمِ اللّٰہِ أَرقِيكَ "

اللہ کے نام سے میں آپ کو دم کرتا ہوں، ہر اس چیز سے جو آپ کو تکلیف دیتی ہے، ہر نفس اور ہر حاسد نگاہ سے آپ کو اللہ شفا عطا فرمائے، اللہ کے نام سے میں آپ کو دم کرتا ہوں" اس دعا کو تین مرتبہ پڑھنا چاہئے۔

جادو کا اثر زائل کرنے کا ایک علاج یہ بھی ہے، خاص کر مردوں کے لئے کہ اگر انہیں بیوی سے جماع کرنے میں رکاوٹ محسوس ہوتی ہو تو بیر کے درخت کے سرسبز سات پتے لے کر اسے پتھر وغیرہ سے کوٹ ڈالیں، پھر اسے کسی برتن میں رکھ کر اتنا پانی بھر دیں کہ غسل کرنے کے لئے کافی ہو جائے، پھر اس پر " آیت الکرسی " اور ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الكَافِرُونَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ اور ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پڑھیں، نیز سورۂ اعراف کی یہ آیتیں پڑھیں جن میں جادو کا ذکر ہے:

﴿وَأَوْحَيْنَا إِلَى مُوسَى أَنْ أَلْقِ عَصَاكَ فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُونَ ☆ فَوَقَعَ الحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ☆ فَغُلِبُوا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوا صَاغِرِينَ﴾ الأعراف: ١١٧-١١٩۔

" اور ہم نے موسیٰ کو بذریعہ وحی کہا کہ اپنی لاٹھی زمین پر ڈال دو، تو وہ دیکھتے ہی دیکھتے جادوگروں کے جھوٹ کو نگل گئی، پس حق ثابت ہو گیا اور جادوگروں کا عمل بیکار ہو گیا، چنانچہ وہ سب وہاں مغلوب ہو گئے اور ذلت و رسوائی کا انہیں سامنا کرنا پڑا"۔

پھر سورۂ یونس کی یہ آیتیں پڑھے: ﴿وَقَالَ فِرعَونُ ائتُونِي بِكُلِّ سَاحِرٍ عَلِيمٍ ☆ فَلَمَّا جَاءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُم مُوسَى أَلقُوا مَا أَنتُم مُلقُونَ ☆ فَلَمَّا أَلقَوا قَالَ مُوسَى مَا جِئتُم بِهِ السِّحرُ إِنَّ اللَّهَ سَيُبطِلُهُ إِنَّ اللَّهَ لا يُصلِحُ عَمَلَ المُفسِدِينَ ☆ وَيُحِقُّ اللَّهُ الحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَلَو كَرِهَ المُجرِمُونَ﴾ یونس: ۷۹-۸۲۔

"اور فرعون نے کہا کہ میرے پاس تمام ماہر جادوگروں کو حاضر کرو، پس جب جادوگر آئے تو ان سے موسیٰ نے کہا کہ تمہیں جو ڈالنا ہے ڈالو، پس جب انہوں نے (اپنی رسیوں اور لاٹھیوں کو) زمین پر ڈال دیا، تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ تم نے جو ابھی پیش کیا ہے جادو ہے، یقیناً اللہ اسے ابھی بے اثر بنادے گا، بے شک اللہ فساد برپا کرنے والوں کے عمل کو کامیاب نہیں ہونے دیتا ہے، اور اللہ اپنے حکم سے حق کو ثابت کر دکھلاتا ہے، چاہے مجرمین ایسا نہ چاہتے ہوں"۔

اس کے بعد سورۂ طٰہٰ کی یہ آیتیں پڑھے: ﴿قَالُوا يَا مُوسَى إِمَّا أَن تُلقِيَ وَإِمَّا أَن نَكُونَ أَوَّلَ مَن أَلقَى ☆ قَالَ بَل أَلقُوا فَإِذَا حِبَالُهُم وَعِصِيُّهُم يُخَيَّلُ إِلَيهِ مِن سِحرِهِم أَنَّهَا تَسعَى ☆ فَأَوجَسَ فِي نَفسِهِ خِيفَةً مُوسَى ☆ قُلنَا لا تَخَف إِنَّكَ أَنتَ الأَعلَى ☆ وَأَلقِ مَا فِي يَمِينِكَ تَلقَف مَا صَنَعُوا إِنَّمَا صَنَعُوا كَيدُ سَاحِرٍ وَلا يُفلِحُ السَّاحِرُ حَيثُ أَتَى﴾ طٰہٰ ۶۵-۶۹

جادوگروں نے کہا کہ اے موسیٰ! تو تم پہلے اپنی لاٹھی زمین پر ڈالو، یا ہم ہی پہلے ڈالتے ہیں، موسیٰ نے کہا: بلکہ تم ہی پہلے ڈالو، تو ان کے جادو کے زیرِ اثر ایسا دکھائی دینے لگا کہ جیسے ان کی رسیاں اور لاٹھیاں زمین پر دوڑ رہی ہیں، تو موسیٰ اپنے دل میں خوف

محسوس کرنے لگے، ہم نے کہا آپ ڈریئے نہیں، بے شک غالب آپ رہیں گے اور آپ کے دائیں ہاتھ میں جو لاٹھی ہے اسے زمین پر ڈال دیجئے، وہ ان کے تمام منادیٰ سانپوں کو ہڑپ جائے گی، انہوں نے جو بنایا ہے وہ ایک جادوگر کا مکر و فریب ہے، اور جادو گر جدھر سے آئے کامیاب نہیں ہوگا۔

مذکورہ بالا سورتیں اور آیتیں اس پانی پر پڑھنے کے بعد اس میں سے تھوڑا سا پانی پی لے اور باقی پانی سے غسل کرلے، اس سے انشاء اللہ جادو کا اثر زائل ہو جائے گا، اگر دو چند مرتبہ یہ طریقہ کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہو تو کریں کوئی حرج نہیں، یہاں تک کہ جادو کا اثر زائل ہو جائے۔

اور سب سے زیادہ نفع بخش علاج جادو کا اثر زائل کرنے کا یہ ہے کہ وہ جگہ تلاش کرنی چاہئے جہاں جادو دفن ہے، زمین ہو یا پہاڑ وغیرہ، اگر جگہ کا پتہ لگ جائے تو اسے نکال کر فنا کر دیا جائے تو جادو بیکار ہو جائے گا۔

یہ ہیں وہ امور جن کا بیان کر دینا ضروری تھا، جن سے جادو کے خطرات سے بچا جا سکتا ہے اور جن سے جادو کا علاج کیا جا سکتا ہے (واللہ ولی التوفیق)۔

رہا جادوگروں کے عمل سے جادو کا علاج کرنا جو ذبح یا دوسری قربانیوں کے ذریعہ جناتوں سے تقرب پر مشتمل ہوتا ہے تو یہ جائز نہیں، کیونکہ یہ شیطانی عمل ہے، بلکہ شرک اکبر میں سے ہے، لہٰذا اس سے دور رہنا ضروری ہے، نیز جادو کے علاج کے لئے کاہنوں، نجومیوں، اور منتر والوں سے سوال کرنا اور ان کے ارشادات پر عمل کرنا بھی

ناجائز ہے، کیونکہ وہ ایمان نہیں رکھتے، اور اس لئے بھی کہ وہ جھوٹے اور فاجر ہیں، علمِ غیب کا دعوی کرتے ہیں، اور عوام الناس کو دھوکا دیتے ہیں نیز اللہ کے رسول نے ان کے پاس جانے سے، ان سے سوال کرنے اور ان کی تصدیق کرنے سے منع فرمایا ہے، جیسا کہ اس کا بیان شروع کتابچہ میں گزر چکا ہے۔

اللہ تعالی سے دعا ہے مسلمانوں کو ہر مصیبت سے عافیت بخشے، اور ان کے دین کی حفاظت کرے اور اللہ انہیں دین کی سمجھ عطا فرمائے اور ہر اس عمل سے دور رکھے جو اس کی شریعت کے مخالف ہو، اور درود و سلام نازل ہو اس کے بندے اور اس کے رسول محمد ﷺ پر اور ان کے آل و اصحاب پر۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز